ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

16

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا 33 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

14 تا 20 شوال المکرم 1445ھ / 23 تا 29 اپریل 2024ء

شہادتوں سے آزادی کی امید ملتی ہے!

حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ نے اپنے 3 بیٹوں اور متعدد پوتوں کی شہادت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

- ہمارے تمام لوگوں اور غزہ کے رہائشیوں کے تمام خاندانوں نے اپنے بچوں کے خون کی بھاری قیمت ادا کی ہے اور میں ان میں سے ایک ہوں۔
- میرے خاندان کے تقریباً 60 افراد تمام فلسطینیوں کی طرح شہید ہوئے، اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔
- قابضین کا خیال ہے کہ لیڈروں کے بیٹوں کو نشانہ بنانے سے یہ ہمارے عزم کو توڑ دیں گے۔
- ہم قابضین پر واضح کرتے ہیں کہ یہ خون ہمیں اپنے اصولوں پر قائم رہنے اور اپنی سرزمین کے دفاع میں مزید ثابت قدم بنائے گا۔
- دشمن اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوگا، اور قلع قمع کر نہیں سکیں گے۔
- جو مقصد دشمن قتل و غارت، تباہی اور فنا کے ذریعے نکالنے میں ناکام رہا، وہ مذاکرات سے حاصل نہیں کر سکے گا۔
- دشمن وہم میں مبتلا ہے اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرے بیٹوں کو شہید کر کے ہم اپنی پوزیشن بدل لیں گے تو اس کی خام خیالی ہے۔
- میرے بیٹوں کا خون غزہ میں ہمارے شہید ہونے والوں کے خون سے زیادہ قیمتی نہیں ہے کیونکہ یہ سب میرے بیٹے ہیں۔

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 199 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 34500 سے زائد جن میں بچے: 14800،
عورتیں: 11000 (تقریباً)۔ زخمی: 85500 سے زائد

اس شمارے میں

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ

امتحانِ زندگی: اہلِ فلسطین اور امتِ مسلمہ

رزقِ حرام

یوم القدس:
فلسطینیوں کا جذبہ جہاد اور قربانی

رمضان المبارک کے بعد نیکیاں....

گناہ پر اصرار

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1081

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین کی طرف سفر

سُورۃُ القَصَص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 22، 23

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ
يَسْقُوْنَ ۫ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

آیت ۲۲: ﴿وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ﴾ ’’اور جب اُس نے مدین کی طرف رخ کیا‘‘

نقشے پر دیکھیں تو مصر جزیرہ نمائے سینا کے ایک طرف ہے جبکہ مدین کا علاقہ اس کے دوسری طرف واقع ہے۔ گویا مصر سے مدین جانے کے لیے آپؑ کو پورا صحرائے سینا عبور کرنا تھا۔ آپؑ نے مدین جانے کا عزم اس لیے کیا کہ یہ علاقہ فرعون کی سلطنت سے باہر تھا۔

﴿قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾﴾ ’’اُس نے کہا: اُمید ہے میرا رب سیدھے راستے کی طرف میری راہنمائی کرے گا۔‘‘

یعنی اس لق و دق صحرا میں سفر کرتے ہوئے میرا رب مسلسل میری راہنمائی کرتا رہے گا اور اس طرح میں راستہ بھٹکنے سے بچا رہوں گا۔ ظاہر ہے کہ ایک وسیع و عریض صحرا میں راستہ بھٹک جانے والے مسافر کا انجام تو ہلاکت ہی ہو سکتا ہے۔

آیت ۲۳: ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ﴾ ’’اور جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچا‘‘

یہ کٹھن اور طویل سفر طے کرنے میں کتنا عرصہ لگا ہوگا اور اس دوران آپؑ کو کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا‘ اس سب کچھ کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے اور اب بات وہاں سے شروع ہو رہی ہے جب آپؑ مدین کے کنویں پر پہنچ گئے:

﴿وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۫﴾ ’’اُس نے اس پر لوگوں کے ایک گروہ کو (اپنے جانوروں کو) پانی پلاتے ہوئے پایا۔‘‘

آپؑ نے دیکھا کہ کنویں پر لوگوں کا ہجوم تھا اور وہ کنویں سے پانی نکال نکال کر اپنے جانوروں کو پلا رہے تھے۔

﴿وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ﴾ ’’اور اُس نے ان سے الگ دو عورتوں کو دیکھا جو (اپنے جانوروں کو) روکے کھڑی تھیں۔‘‘

ان عورتوں کی بکریاں پیاس کی وجہ سے پانی کی طرف جانے کے لیے بے تاب تھیں لیکن وہ ہجوم چھٹ جانے کے انتظار میں انہیں روکے کھڑی تھیں۔

﴿قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ﴾ ’’اُس نے کہا: آپ دونوں کا کیا معاملہ ہے؟‘‘

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ آپ اپنی بکریوں کو ایک طرف کیوں روکے کھڑی ہیں اور انہیں پانی کی طرف کیوں نہیں جانے دیتیں؟

﴿قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٜ﴾ ’’انہوں نے کہا کہ ہم (اپنے جانوروں کو) پانی نہیں پلا سکتیں جب تک تمام چرواہے (اپنے جانور) نکال نہ لے جائیں‘‘

جب یہ تمام چرواہے اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جاتے ہیں تو اس کے بعد ہی ہم اپنے جانوروں کو پانی پلا سکتی ہیں۔

﴿وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾﴾ ’’اور ہمارے والد بہت زیادہ بوڑھے ہیں۔‘‘

یعنی اصل میں تو یہ مردوں کے کرنے کا کام ہے مگر ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں‘ گھر میں کوئی اور مرد ہے نہیں‘ چنانچہ مجبوراً ہم لڑکیوں کو ہی بکریاں چرانا پڑتی ہیں۔ باقی سب چرواہے مرد ہیں‘ ہم ان کے ساتھ لڑ جھگڑ کر پانی پلانے کی باری نہیں لے سکتیں۔ چنانچہ ہم ان کے جانے کا انتظار کرتی ہیں اور ان سب کے چلے جانے کے بعد اپنی بکریوں کو پانی پلاتی ہیں۔

درس حدیث

مل کر کھانے میں برکت ہے

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ)) (رواہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ’’ایک کا کھانا دو کے لیے کافی ہوجاتا ہے، اور دو کا کھانا چار کے لیے اور اسی طرح چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہوجاتا ہے۔‘‘

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ
خورشید انجم

’’رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ‘‘

ہفت روزہ ندائے خلافت کے ہر شمارہ کے اسی ورقہ کے انتہائی دائیں طرف یہ درج ہوتا ہے۔ ’’تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب۔‘‘ ندائے خلافت کے اجراء کا مقصد اور غرض و غایت کیا ہے؟ اس کی تفہیم کے لیے اس کے پہلے شمارہ کے افتتاحیہ (اداریہ) جس کا عنوان ’’فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ‘‘ تھا اُس سے ایک اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش ہے:

’’واقعہ یہ ہے کہ رسائل اور جرائد سے تو بک سٹال بھرے پڑے ہیں اور ندائے خلافت کے اجراء سے ان کی تعداد میں اضافہ کرنا مقصود نہیں۔ پھر ہم بھاری بھر کم اور رنگ برنگے ہفت روزوں سے مقابلہ کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتے، ہمارے پیش نظر تو محض اختصار سے اور سادگی کے ساتھ اپنی بات آپ تک پہنچانا ہے۔ یہ خوبی ہم اپنے پرچے میں پیدا کرنے اور برقرار رکھنے میں کامیاب ہوگئے تو بس یہی مطلوب ہے۔ ع ’’نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا دیوے۔‘‘ الحمد للہ کہ اپنے پرچے کی یہ ظاہری بے بضاعتی ہماری کم ہمتی کی آئینہ دار نہیں بلکہ حقیقت پسندی کا اظہار ہے۔ اسلام کا سیاسی نظام یعنی خلافت ہی نہیں، ہمارے زمانے میں تو اسلام اپنی تہذیبی قدروں سمیت پورے کا پورا ہی ’’غریب‘‘ یعنی ایک اجنبی سا بن کر رہ گیا ہے اور اس کے لیے کام کر کے اپنی عاقبت سنوارنے کی خواہش رکھنے والے بھی سب ’’غرباء‘‘ ہیں...... فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ...... لیکن اس بشارت کا مصداق بننے کے لیے ہمیں غربت شعار بننے کے علاوہ اپنی جانوں پر کھیلنا ہوگا، اپنے اوقات لگانے ہوں گے، اپنا مال کھپانا ہوگا۔ یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے۔ ہماری بات لاکھ حق سہی، ٹھنڈے پیٹوں برداشت تو نہ کی جائے گی۔ لوگ پھولوں کے ہار لیے آپ کے اور ہمارے استقبال کے لیے نہیں کھڑے ہیں، وہ تو راہوں میں کانٹے بچھانے کی تیاری کر رہے ہیں ؎

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

ایسے میں ہمیں تائید ایزدی ہی کی محتاجی نہیں، ایک دوسرے کے لیے دعا کی بھی ضرورت ہے۔ دعا مسلمان کا ہتھیار بھی ہے اور سب سے بڑا سہارا بھی کہ استعانت اسی سے تو کی جائے گی جس کی بندگی کا حق ادا کرنے میں ہم کوشاں ہیں۔ تو آیئے رب جلیل سے دعا کریں کہ وہ آپ کو اس وعدے کے ایفاء کی توفیق دے جو آپ نے دین کے کام میں تعاون کا کیا اور ہمیں آپ کا حوصلہ بڑھانے کے طریقے سجھائے۔ اللہ تعالیٰ ندائے خلافت سے خیر کا کام لے اور اسے کبھی کسی شر کا باعث نہ بننے دے۔ اے اللہ! ہماری دعائیں قبول فرما۔‘‘

(افتتاحیہ ندائے خلافت: جلد 1، شمارہ: 1، 21 تا 27 جنوری 1992ء، ’’فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ‘‘)

آج بحمد اللہ! ندائے خلافت اپنی مسلسل اشاعت کے 33 ویں سال میں قدم رکھ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

14 تا 20 شوال المکرم 1445ھ جلد 33
23 تا 29 اپریل 2024ء شمارہ 16

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

’’دار الاسلام‘‘ ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کا سفر مبارک کرے اور جاری رکھے۔ اس کا آغاز بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے چھوٹے بھائی اقتدار احمد صاحب مرحوم نے کیا اور ندائے خلافت کے پہلے مدیر کے طور پر ذمہ داری سنبھالی۔ سابق امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے ابتدائی دور میں پرچے کے معاون مدیر کے طور پر ذمہ داری ادا کی۔ اقتدار احمد صاحب کی رحلت کے بعد انہوں نے ندائے خلافت کے مدیر کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ 2002ء میں جب تنظیم اسلامی کی امارت کا بارِ گراں اُن کے کندھوں پر آن پڑا تو بانیٔ تنظیم اسلامی سے مشاورت کے بعد اُن کی نظرِ انتخاب ایوب بیگ مرزا صاحب پر آ کر رُک گئی۔ ایوب بیگ مرزا صاحب پر بانیٔ تنظیم اسلامی کی تحریر و تقریر اور نظریات کا اثر بہت پرانا ہے۔ آپ 1966ء میں ہی بانیٔ تنظیم اسلامی کو سننے کے لیے آیا کرتے تھے۔ 1979ء میں بانیٔ تنظیم اسلامیؒ سے بیعت کر کے تنظیم اسلامی میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی۔ بچپن ہی سے تحریر کا شوق تھا۔ 1979ء میں جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو آپ کا ایک تجزیہ میثاق میں شائع ہوا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً میثاق کے لیے بھی لکھتے رہے اور 1988ء میں جب اقتدار احمد صاحب مرحوم نے 'ندا' کی بنیاد رکھی تو آپ کی ملکی، سیاسی اور بین الاقوامی حالات پر تحریریں جریدے کی زینت بننے لگیں۔ ایوب بیگ مرزا صاحب نے تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کی امارت کی ذمہ داری بھی ادا کی۔ آپ راوی ہیں کہ 1995ء میں جب آپ وسطی تنظیم کے امیر تھے تو ایک دن مزنگ آفس میں بانیٔ تنظیم اسلامیؒ نے پوچھا: ''بیگ صاحب...... سنا ہے آپ کچھ لکھ لیتے ہیں؟''...... آپ نے جواباً عرض کیا...... ''ڈاکٹر صاحب...... یہ افواہ کسی دشمن نے اُڑائی ہوگی'' تدریجاً یہ مکالمہ حقیقت کا روپ دھار گیا جب 2003ء میں امارت کی ذمہ داریوں کے باعث حافظ عاکف سعید صاحب نے ایوب بیگ مرزا صاحب کو ہفت روزہ ندائے خلافت کا مدیر مقرر کر دیا۔ اسی سال آپ کو مرکزی ناظم نشر و اشاعت کی ذمہ داری بھی تفویض کر دی۔ ایوب بیگ مرزا صاحب راوی ہیں کہ بانیٔ تنظیم اسلامیؒ کے ساتھ مزنگ آفس میں ہونے والی گفتگو کے دوران آپ نے اُن سے اپنے لیے خصوصی دعا کی درخواست کی کہ اللہ یہ کام میرے لیے آسان کر دے۔ اللہ والوں کی دعا کی قبولیت کے بارے میں سنا تو بہت تھا لیکن ایوب بیگ مرزا صاحب کے حق میں ان کے استاد و مربی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی دعا کی قبولیت کا آنکھوں دیکھا حال ناقابلِ بیان حد تک قابلِ رشک ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی کثیر الجہات شخصیت کے مختلف پہلو ان کے مختلف شاگردوں اور ساتھیوں میں نمایاں ہوئے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی انقلابی فکر کو جنہوں نے قبول کیا اُن میں کسی نے وعظ و نصیحت کو اپنا شعار بنایا تو کوئی شعلہ بیان مقرر ٹھہرا، کوئی تاریخ کا استاد بنا تو کوئی عربی زبان کا، کوئی فلسفہ و حکمتِ دین میں آگے بڑھا تو کوئی علمِ دین میں۔ لیکن آپ کی شخصیت کا ایک اعتبار سے سب سے اہم لیکن مشکل الفہم پہلو اُن کی سیاسی بصیرت کا پہلو تھا جو ایوب بیگ مرزا صاحب کے حصے میں آیا جسے ان کی اپنی ذاتی صلاحیتوں نے چار چاند لگا دیے۔ آپ کا دورِ نظامت نشر و اشاعت مختلف قسم کے مشکل ادوار پر مشتمل تھا۔ جو جنرل پرویز مشرف کے مارشل لاء سے شروع ہوا۔ یہ دور اس کی افغان پالیسی پر تنقید کرنے والے اسلام پسندوں کے لیے مشکل ترین دور تھا۔ پھر افغان جنگ ہو یا وکلا تحریک، صدر زرداری کا 'سب پر بھاری' دور ہو یا وزیر اعظم نواز شریف کا پانامہ دَور، بیگ صاحب کی حق شناسی و حق گوئی ہر ایک پر عیاں تھی۔ اور بالآخر عمران خان کا ''ہائبرڈ'' دور آیا جس میں آپ بلاخوف لومۃ ولائم بے لاگ تبصرے کرتے رہے اور حق گوئی کے اپنے دیرینہ مشن پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد کرنے والے کی مثال اولمپک مشعل برداری سی ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ یہ ذمہ داری دیتا ہے وہ اپنے حصہ کا کام کر کے مشعل اگلے ساتھی کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں۔ چنانچہ اپریل 2024ء میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ صاحب نے ایوب بیگ مرزا صاحب کو ملکی و ملی معاملات پر اپنا معاون خصوصی مقرر کر دیا اور یوں مرکزی ناظم نشر و اشاعت کی ذمہ داری کا بارِ گراں راقم کے ناتواں کندھوں پر آن پڑا۔

ناچیز کا آبائی تعلق پشاور کی ہندکو بولنے والی برادری سے ہے اور تقریباً اڑھائی سو سال سے ہمارا خاندان پشاور میں مقیم ہے۔ پشاور کے ایک مقامی عالمِ دین (سید محمد امیر شاہ قادری الگیلانی المعروف مولوی جی) جو جمعیت العلماء پاکستان کے مرکزی نائب امیر بھی تھے، نے اپنی کتاب ''تذکرہ خطاط پشاور'' میں اڑھائی سو سال پرانے ہمارے بزرگوں کا ذکر کیا ہے۔ گھر کا ماحول عام گھرانوں کا سا روایتی ماحول تھا۔ البتہ والدہ کا مزاج تو روایتی مذہبی ہی تھا جبکہ والد صاحب مولانا مودودیؒ سے متاثر تھے اور تفہیم القرآن کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ والد صاحب سرکاری ملازمت سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے کر ایک دوست کے کاروبار سے منسلک ہو گئے۔ غالباً 1978ء میں والد صاحب کاروبار کے سلسلہ میں کچھ عرصہ کے لیے لاہور منتقل ہوئے۔ گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے کے لیے میں ان کے پاس لاہور آیا تو انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا تعارف کراتے ہوئے درس سننے کے لیے چلنے کا کہا۔ ہم باپ بیٹے نے مسجد شہداء میں درس قرآن سنا۔ وہاں نماز جمعہ کا اعلان ہوا تو ہم وہاں سے مسجد دارالسلام باغ جناح جا پہنچے۔ یہ بانیٔ تنظیم اسلامیؒ سے راقم کا پہلا تعارف تھا۔ کالج لائف کا آغاز ہوا تو اسلامی جمعیت طلبہ سے تعارف ہوا اور جمعیت کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ وہاں پر بانیٔ تنظیم اسلامیؒ کا اس زاویہ سے بھی تعارف ہوا کہ وہ اسلامی طلبہ جمعیت کے ناظم اعلیٰ رہ چکے ہیں۔ بعد ازاں جب 1981ء میں بانیٔ تنظیم اسلامی پشاور کے دو روزہ دورے پر

تشریف لائے تو راقم نے بھی ان کے پروگرام میں شرکت کی اور مکتبہ سے کچھ کتب خریدیں۔ تقریباً دو سال بعد اوائل جنوری 1983ء میں جب ڈاکٹر اسرار احمدؒ، عبدالرزاق صاحب کے ہمراہ دوبارہ پشاور دورہ پر تشریف لائے تو راقم بھی برادرم مجاہد نسیم کے ہمراہ بیعت کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ بانی تنظیم اسلامیؒ نے ہمارے ساتھ کچھ گفتگو کے بعد ہم دونوں سے فرداً فرداً بیعت لے لی۔ پشاور میں ایف۔ ایس۔ سی اور گریجویشن کرنے کے بعد اسلام آباد منتقل ہوا اور کچھ عرصہ انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی میں گزارنے کے بعد نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ماڈرن لینگویجز (اب یونیورسٹی) سے ایم اے عربی کیا۔ بعد ازاں پشاور یونیورسٹی سے ایم۔ اے اسلامیات بھی کرلیا۔

1990ء میں اسٹیبلشمنٹ انچارج کی حیثیت سے سعودی ریڈ کریسنٹ سوسائٹی برائے افغان مہاجرین سے کام کا آغاز کیا اور ساتھ ساتھ کچھ دوسری اضافی ذمہ داریاں بھی انجام دیتا رہا۔ 2010ء تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس دوران تنظیمی طور پر نقیب اسرہ اور مقامی تنظیم کے امیر کے طور پر ذمہ داریاں انجام دیں۔ 2010ء میں اس وقت کے ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب سے ملاقات کے بعد تنظیم کے ساتھ ہمہ وقتی کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ پہلے امیر حلقہ میجر فتح محمد صاحب کے ساتھ بحیثیت ناظم (نائب امیر) کام کیا اور پھر جنوری 2012ء میں امیر حلقہ کے طور پر تقرر کر دیا گیا۔

17 جولائی 2015ء کو ناظم تربیت محترم انجینئر حافظ نوید احمد صاحب کا انتقال ہوا تو ماہ اگست میں سابقہ امیر تنظیم محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے یہ ذمہ داری قبول کرنے کا تقاضا کیا۔ اپنی نااہلی اور بے بضاعتی کا ذکر کیا لیکن ایک نہ چلی۔ چنانچہ جنوری 2016ء میں لاہور منتقل ہو کر بطور ناظم تربیت کام شروع کر دیا۔ اب 8 سال پرانے واقعہ کا اعادہ ہوا اور امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ صاحب نے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کی نظامت سنبھالنے کا تقاضا کیا۔ یہاں بھی ایک نہ چل سکی اور ذمہ داری قبول کرتے ہی بنی۔

بہرحال میں اپنی سابقہ زندگی میں نہ تو باقاعدہ قلم کا مزدور رہا ہوں نہ ہی تحریری میدان میں کبھی مستقل طبع آزمائی کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی بے بضاعتی کا بھی کماحقہ ادراک ہے۔ پھر اپنے پیشرو جیسی سیاسی بصیرت کا بھی حامل نہیں۔ البتہ میرے لیے امید افزا اور حوصلہ کن بات یہ ہے کہ ایوب بیگ مرزا صاحب کی رہنمائی اور عملی تعاون مجھے حاصل ہے اور ان کی مشفقانہ سرپرستی کی یقین دہانی میرے لیے سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ اطمینان کا ایک اور نہایت اہم پہلو یہ بھی ہے کہ انتہائی مخلص، باصلاحیت، دینی سمجھ بوجھ رکھنے والے اور تنظیمی تقاضوں کا شعور رکھنے والے تیز حالات حاضرہ پر گہری نگاہ رکھنے والے ساتھیوں کی ایک مستعد جماعت کا تعاون بھی میسر ہے۔ صدق دل سے یہ دعا ہے کہ: رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ - کہ اے میرے پروردگار مجھ پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔ قارئین سے بھی گزارش ہے کہ وہ میرے لیے دعا کریں کہ میں اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھا سکوں۔

میں ہوں صدف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آبرو
میں ہوں خزف تو تُو مجھے گوہر شاہوار کر!

❁❁❁

امریکی ایوانِ زیریں کے ایک نمائندہ کی ایک صحافی سے گفتگو کی ویڈیو وائرل ہو رہی ہے۔ امریکی حکومتی زعماء اور سیاست دانوں کی روایتی صیہونی نوازی کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

صحافی کا سوال: آپ (غزہ میں) نسل کشی، جنگی جرائم اور اجتماعی سزا کی حمایت کیوں کرتے ہیں؟ کیا آپ غزہ میں مرنے والے بچوں کے بارے میں فکرمند نہیں؟

کانگرس مین چک فلائش مین کا جواب: مجھے یہ واضح کرنے دو...... میں یہ واضح کر دوں...... اسرائیل ہمارا اتحادی ہے۔ ہمیشہ ہمارا ساتھی رہے گا۔

صحافی: چاہے وہ جنگی جرائم کا مرتکب ہو؟

کانگرس مین چک فلائش مین: وہ نسل کشی کا مجرم نہیں ہیں اور میں ہمیشہ اسرائیل کا ساتھ دوں گا۔

صحافی: تو اسرائیل نسل کشی کے باوجود آپ کا حلیف رہے گا؟ چاہے نسل کشی کرتا رہے؟ نسل کشی تو آپ ہی کی بنائی ہوئی اصطلاح ہے۔ کیا آپ وضاحت کر سکتے ہیں؟ کیا اس صورت میں بھی جب وہ ہزاروں بچوں کو مار دے؟

کانگرس مین چک فلائش مین: میں شماریات کا صرف ایک عدد جانتا ہوں...... صرف ایک عدد تمہیں بتاتا ہوں...... (وہ یہ کہ) اسرائیل موجود رہے گا۔ یہودی ریاست قائم رہے گی۔ (اور) یہ (صرف) شماریات کا عدد نہیں۔ یہ خدا کا وعدہ ہے۔ (اور) میں ہمیشہ اسرائیل کی حمایت کروں گا۔ میں ہمیشہ اسرائیل کا ساتھ دوں گا۔ (جاؤ تم) فلسطینیوں سے کہہ دو کہ میں ان کی حمایت نہیں کروں گا۔

صحافی: میں خود ایک فلسطینی ہوں۔

کانگرس مین چک فلائش مین: تو میں تمہیں بھی بتا دیتا ہوں۔ میں بھی تمہیں سپورٹ نہیں کروں گا۔ میں تمہیں تمہارے منہ پر کہوں گا۔ فلسطین کو الوداع...... فلسطین کو الوداع...... ہم ہمیشہ اسرائیل کا ساتھ دیں گے۔ یہودی عوام دوبارہ کبھی فلسطینی دہشت گردی، حماس، حزب اللہ کو برداشت نہیں کریں گے۔

صحافی: لیکن 30,000 معصوم شہریوں کا کیا ہو گا؟

کانگرس مین چک فلائش مین: خدا اسرائیل کو ہمیشہ سلامت رکھے...... خدا اسرائیل کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ خدا اسرائیل کو ہمیشہ سلامت رکھے۔

تبصرہ ایک وہ ہیں کہ اپنے (باطل) نظریہ کو جنون کے ساتھ دانتوں سے پکڑے ہوئے ہیں......
آہ! ایک ہم ہیں کہ امت مسلمہ کے تمام لیڈرز بدترین کم ہمتی اور بزدلی کا شکار ہیں......

امتحانِ زندگی: اہلِ فلسطین اور اُمتِ مسلمہ

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 12 اپریل 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

رمضان کا مبارک ماہ اپنی برکتوں اور سعادتوں کو بکھیرنے کے بعد چلا گیا لیکن اللہ تعالیٰ اب بھی موجود ہے، قرآن بھی موجود ہے اور مساجد بھی موجود ہیں۔ اس حوالے سے چند بنیادی باتیں عرض کرنا مقصود ہیں۔

پہلی بات

رمضان کا حاصل کیا تھا؟ قرآن بتاتا ہے:

﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرۃ)

''تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوجائے۔''

یہ تقویٰ کا تقاضا اب بھی موجود ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ جس کا حکم مان کر ہم نے رمضان کے روزے رکھے ہیں اسی کا تقاضا ہے کہ پوری زندگی اس کا تقویٰ اختیار کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (الحشر: 18) ''اے اہلِ ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے!''

یہ زندگی بھر کا روزہ ہے کہ گناہوں سے، نافرمانیوں سے اپنے آپ کو بچائیں۔ لیکن ہم سب اپنا جائزہ لیں کہ رمضان میں فجر کی نماز میں کتنی صفیں تھیں اور آج کتنی رہ گئیں؟ معاذ اللہ! کیا اللہ ہمارا رب نہ رہا؟ کیا عبادت کے تقاضے پورے ہوگئے؟ اسی طرح دیگر معاملات میں بھی دیکھ لیں، رمضان ختم ہوتے ہی ہمارے رویے کیا ہوجاتے ہیں۔ رمضان کا حاصل اگر تقویٰ تھا تو آج تقویٰ کے معاملے میں ہم کہاں کھڑے ہیں؟

پھر رمضان کا تحفہ قرآن پاک ہے۔ رمضان میں ثواب کی نیت سے کئی مرتبہ اس کی تکمیل کی گئی۔ تکمیل قرآن کے موقع پر دعائیں بھی ہوگئیں، مٹھائی بھی بہت جگہ تقسیم ہوگئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے مگر اسی تکمیل قرآن کے موقع پر دعا ہم نے کی تھی کہ اے اللہ! قرآن کو ہمارا امام بنادے۔ کیا آج ہمارے لیے وہ امام بن رہا ہے؟ ہمارے گھر والوں کے لیے، ہمارے دفاتر میں، ہمارے اداروں میں، ہماری عدالتوں میں، ہماری پارلیمنٹ میں قرآن امام ہے؟ ہماری عدالتوں کے فیصلے، ہماری پارلیمنٹ کی قانون سازی، ہمارے سیاسی، معاشی، معاشرتی معاملات قرآنی تعلیمات کی روشنی میں طے پا رہے ہیں؟ یہ اصل بات ہے جس پر ہم نے غور کرنا ہے۔ عید کی چھٹیاں ہیں، لوگ اپنے اپنے پروگرامز بنائے بیٹھے ہیں، ذرا پندرہ بیس منٹ نکال کر اس پر بھی غور کریں، اپنے گھر

مرتب: ابوابراھیم

والوں کو بھی پاس بٹھائیں، بچوں کو بھی ترغیب دیں کہ ہم نے رمضان سے کیا حاصل کیا؟ لوگ لاکھوں روپے دے کر تربیتی ورکشاپ کرواتے ہیں کہ اگلے چھ مہینے یہ Lesson کام آئے گا۔ یا ہفتے، سال، تین سال کا کوئی کورس کرتے ہیں اور اپنی سی وی میں شامل کرتے ہیں۔ یہ جو مہینے بھر کا کورس اللہ نے ہم سے کروایا ہے، روزے کی مشقت بھی ہم نے اٹھائی ہے، قرآن کی تکمیل بھی کی ہے، رات کا قیام بھی حسبِ توفیق کیا ہے۔ اس سارے کورس اور محنت ومشقت سے ہم نے کیا حاصل کیا ہے؟ اور جو حاصل کیا ہے اس سے زندگی بھر یا کم ازکم سال بھر کیا کام لینا ہے؟

رمضان کے بعد شوال کا مہینہ ہے اور شوال کے مہینے میں چھ روزے نفلی ہیں لیکن بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے رمضان کے روزے رکھے اور رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھ لیے گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھ لیے۔'' یہ روزے شوال کے پورے مہینے میں (عید کے علاوہ) کبھی بھی، الگ الگ بھی اور اکٹھے بھی رکھے جاسکتے ہیں۔ البتہ شرعی مسئلہ ہے کہ جن کے ذمہ قضا روزے ہیں وہ پہلے قضا پورے کریں۔

اللہ کی شانِ کریمی ہے کہ ایک جگہ قران میں کہتا ہے جو بھلائی لے کر آئے گا اللہ تعالیٰ اُسے اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دس گنا زیادہ عطا فرمائے گا۔ کم سے کم نیکی کا اجر اللہ سبحانہ وتعالیٰ 10 گنا عطا فرماتا ہے۔ اس اعتبار سے رمضان کے روزے اور چھ روزے شوال کے کوئی بندہ رکھ لیے تو گویا پورے سال کے روزوں کا ثواب مل رہا ہے۔

روزہ فرض ہو یا نفل اس کو رکھنے کے اپنے فوائد ہیں، اس کے نتیجہ میں روح بیدار ہوتی ہے، قربِ الٰہی کا احساس پیدا ہوتا ہے، اللہ کی فرمانبرداری، ضبطِ نفس اور صبر کی مشق ہوتی ہے۔ رمضان میں نیکی کا ایک ماحول تھا، بدی سے بچنا اور خیر میں آگے بڑھنا آسان تھا۔ مگر رمضان کے بعد یہ ماحول بنانا پڑے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ باہر کا ماحول تو دجالی ماحول ہے جس کے اثرات گھروں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس دجالیت کا مقابلہ ہم نے خود کرنا ہے۔ لہٰذا اس کے لیے ہمیں قرآن کا، دین کا، خیر کا ماحول خود بنانا پڑے گا۔ اس سے ہمیں تقویت اور طاقت ملے گی اور ہمیں خیر میں آگے بڑھنے میں مدد ملے گی۔ اس کے لیے ہم مسجد سے جڑیں، مساجد کو آباد رکھیں۔ رمضان میں تو نوافل کے لیے بھی مساجد بھر گئیں اور اب فرض نماز کے لیے بھی لوگ نظر نہیں آرہے۔ خدارا اس پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔

دوسری بات:

اس وقت شہر کراچی کے جو حالات ہیں کہ مسلسل چوریوں کا معاملہ، ڈکیتیوں کا معاملہ، لوگوں کو سرے عام گولیاں ماری جارہی ہیں ، رمضان کے آخری عشرہ میں کم سے کم 50 ایسے کیسز ہیں جن میں لوگوں کو قتل کیا گیا ہے۔ آپ تصور کریں ،عین عید سے قبل ، رمضان کے آخری عشرہ میں جس کا بیٹا مارا گیا ، بھائی چلا گیا ، موٹرسائیکل پر جاتے ہوئے کسی نے گولی ماردی ، کچھ چھیننے کے دوران گولی ماردی گئی ، ان خاندانوں پر عید کیسی گزر رہی ہوگی ۔ مگر کوئی پرسان حال نہیں ہے ، انتظامیہ کہاں ہے،حکومت کیا کر رہی ہے،ادارے کدھر ہیں کوئی پتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حالات پر رحم فرمائے اور حکمرانوں کو ہدایت دے۔

تیسری بات:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ مختلف پیرائے میں بیان کرتا ہے کہ دنیا کی زندگی امتحان ہے۔فرمایا:
﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ﴾ (الملک: 2) ’’جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔‘‘
اللہ کو جو عمل مطلوب ہے وہ کوالٹی،خلوص، یقین ،ایمان، للّٰہیت اور اللہ کے ساتھ محبت کی کیفیت کے ساتھ مطلوب ہے چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ یہ امتحان سب کے لیے ہے مگر مسلمان کے لیے زیادہ ہے کیونکہ مسلمان کے پاس مکمل دین ہے،قرآن ہے اور اللہ کے آخری رسول ﷺ کا مکمل اُسوہ ہے ۔ اب مسلمان پابند ہے کہ اس دین کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔قدم قدم پر اس کا امتحان ہے،خوشحالی،تنگدستی، تندرستی ، بیماری ،خوشی ،غمی غرض ہر حال میں امتحان ہے۔ اگر اس مسلسل امتحان میں بندہ اس حالت میں اپنے رب کے پاس پہنچا کہ جیسا فرمایا گیا : ﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾﴾ (آل عمران) ’’اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔‘‘
یعنی مرتے دم تک وہ اللہ کے دین پر کاربند رہا اور فرمانبرداری کی حالت میں موت آگئی تو زندگی کے اس امتحان میں کامیاب ہوگیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ بہت عجیب ہے یعنی خوبصورت ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اسے کوئی نعمت ملتی ہے تو اس پر شکر کرتا ہے اور اس شکر میں اس کے لیے مزید خیر ہوتی ہے اور جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اس صبر میں بھی اس کے لیے خیر پوشیدہ ہے۔

مسئلہ فلسطین:

مومن کا معاملہ کس قدر عجیب ہے اس کی مثال دیکھنی ہے تو فلسطین کے مسلمانوں میں دیکھ لیں۔ وہاں کی ماؤں کو دیکھ لیں ، وہاں کی بیواؤں کو دیکھ لیں ، وہاں کے بچوں اور بچیوں کو دیکھ لیں۔ ابھی تازہ ترین اسماعیل ہنیہ صاحب کے بیٹوں اور پوتوں کی شہادت کا معاملہ سامنے آیا ہے۔اس باپ دادا کا کردار دیکھ لیں۔اس پر اللہ کا شکر اس نے ادا کیا۔ ایمان کی کیفیت ہی الگ ہے۔ انہیں پتا ہے کہ ہم نے اسرائیل کو چھیڑ کر پورے عالم کفر سے ٹکر لے لی ہے۔انہیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ سارا عالم اسلام بشمول عرب خاموش بیٹھے ہیں۔مگر وہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے راستہ ایک ہی ہے کہ ہم مسجد اقصیٰ کی حرمت پر قربان ہوجائیں۔ ان کو پتا تھا کہ سارا عرب اسرائیل کے آگے جھک گیا ہے اور اس کو تسلیم کرتا چلا جارہا ہے، اس صورت میں صہیونی مسجد اقصیٰ کی حرمت کی پامالی کریں گے ، اس کو شہید کریں گے لہٰذا غزہ کے مسلمانوں نے خود کو مسجد اقصیٰ کی حرمت کے لیے پیش کرتے ہوئے جنگ کا آغاز کردیا۔ خالد قدومی صاحب جو حماس کے پاکستان میں نمائندے ہیں جن کو پاکستان کی سینٹ میں بھی بلوایا گیا تھا اُن کا میرے پاس میسج آیا کہ فلسطین کے مسلمان کیا کہہ رہے ہیں۔ ان کے مطابق وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تو اس وقت مشکل، درد اور تکلیف کی کیفیت میں ہیں۔آپ پاکستانی انصار کو عید مبارک ہو۔ کیفیت یہ ہے کہ ایک باپ (اسماعیل ہنیہ) جس کے بیٹے چلے گئے ، ایک دادا جس کے پوتے چلے گئے وہ کہہ رہا ہے کہ میرے بچے اور میرے پوتے بھی باقی فلسطینی بچوں کی طرح ہیں ، یہ نہیں کہ میرے بچے شہید ہوگئے تو کوئی بڑا مسئلہ پیش آگیا۔ جس طرح ہزاروں فلسطینی بچے شہید ہوگئے ہیں اسی

پریس ریلیز 19 اپریل 2024ء

اسرائیل کا ایران پر میزائل حملہ عالمی جنگ کا پیش خیمہ بن سکتا ہے

شجاع الدین شیخ

اسرائیل کا ایران پر میزائل حملہ عالمی جنگ کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ یکم اپریل کو اسرائیل نے شام میں ایران کے کونسل خانہ پر حملہ کیا تھا جس میں 2 جرنیلوں سمیت کئی افراد جاں بحق ہو گئے تھے۔اس کے جواب میں ایران نے اسرائیل پر ڈرون اور میزائل کے ذریعہ کارروائی کی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایران اسرائیلی جارحیت کا جواب دینے میں حق بجانب تھا، اگرچہ اسرائیل کو کوئی قابلِ ذکر نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اب اسرائیل کا ایران کے شہر اصفہان پر میزائل داغنا نہ صرف بدترین ریاستی دہشت گردی ہے بلکہ دنیا کے امن کو تاراج کرنے کے طویل المیعاد قبیح صہیونی منصوبہ کا حصہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ایران میں کسی بڑے نقصان کی خبر نہیں آئی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسرائیل کی شدید خواہش ہے کہ امریکہ، مغربی یورپ ، چین اور روس کو بلاواسطہ مشرق وسطیٰ کی جنگ میں گھسیٹا جائے۔ پھر یہ کہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے اسرائیل جس طرح بعض مسلمان ممالک کی فضائی حدود کو استعمال کر رہا ہے اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صہیونی ریاست یہ بھی چاہتی ہے کہ مسلمان ممالک آپس میں دست وگریباں ہوجائیں۔ اُنہیں نے کہا کہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے کہ غزہ میں ساڑھے چھ ماہ سے جاری بدترین درندگی کے باعث غزہ کے غیور مسلمانوں کی شہادتوں نے پوری دنیا کے عوام کا ضمیر جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے اور اب دنیا بھر میں ناجائز صہیونی ریاست کو نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ لہٰذا اسرائیل غزہ میں جاری وحشیانہ قتل وغارت گری سے بھی دنیا کی توجہ ہٹانا چاہتا ہے۔ امیر تنظیم نے زور دے کر کہا کہ مسلمان ممالک اپنے اصل دشمن کو پہچانیں اور متحد ہو کر اسرائیل کی جارحیت اور مظالم کے خلاف مشترکہ مؤقف اختیار کریں۔ پھر یہ کہ ہر قسم کے دباؤ کو سختی سے رد کرتے ہوئے غزہ کے مظلوم اور مجبور مسلمانوں کو ہر قسم کی سفارتی ، مالی اور عسکری مدد فراہم کی جائے تاکہ دشمن کے مذموم مقاصد کو خاک میں ملایا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کو اس امتحان میں سرخرو کرے۔ آمین!۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

طرح یہ بھی ہیں۔ یہ لیڈر شپ ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک بیوہ کہتی ہے میرے شوہر! تم چلے گئے جنت میں تمہاری عید ہوگی۔ ایک ماں کہتی ہے بیٹا! تم چلے گئے جنت میں تمہاری عید ہوگی۔ ایک شوہر کی بیوی شہید ہوگئی اس نے کہا: اللہ کی بندی تو پہلے چلی گئی، میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ یہ عجیب لوگ ہیں۔ ان کی اس استقامت کو دیکھ کر آسٹریلیا سے 50 عورتوں نے اسلام قبول کرلیا اور پے در پے مثالیں سامنے آرہی ہیں۔ لوگ سوچتے ہیں کہ یہ کس مٹی کے بنے لوگ ہیں۔ ان کے پاس کھانے کو نہیں ہے، پینے کو نہیں ہے، ان کے دو ارب مسلمان بھائی ایک بوتل پانی بھجوانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں مگر یہ ڈٹے ہوئے ہیں، یہ جانیں دینے کو سعادت سمجھ رہے ہیں۔ آج ویڈیو آئی ہے بچے غزہ کے ملبے پر کھڑے ہو کر عالم اسلام کو عید مبارک کہہ رہے ہیں کہ تم کو خوشیاں مبارک ہوں۔ سوچنے کی بات ہے کہ امتحان تو فلسطین کے مسلمانوں کا بھی ہے اور پوری اُمت مسلمہ کا بھی ہے۔ وہ تو ان مشکل ترین حالات میں بھی امتحان میں کامیاب ہو رہے ہیں اور باقی اُمت مسلمہ اس امتحان میں کہاں کھڑی ہے؟

بچپن سے حدیثیں یاد ہیں کہ مسلمان ایک جسد کی طرح ہیں، جسم کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو سارا جسم درد محسوس کرتا ہے۔ ایک عمارت کی ایک ایک اینٹ مل کر اس عمارت کو مضبوط کرتی ہے۔ ایسی عمارت استقامت کا مظاہرہ کرنے سے بنتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ﴾ (التغابن: 11) ”نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے۔ اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے‘ وہ اُس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے۔“

شہداء کے بارے میں فرمایا: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ) ”اور مت کہو اُن کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مردہ ہیں۔ (وہ مردہ نہیں ہیں) بلکہ زندہ ہیں‘ لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔“

اس بارے میں دوسری جگہ فرمایا: ﴿بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝﴾ (آل عمران) ”بلکہ وہ تو زندہ ہیں‘ اپنے ربّ کے پاس رزق پا رہے ہیں۔“

ہمارا تو یقین ہے کہ اسماعیل ہنیہ کے بیٹوں اور پوتوں کو شہادت کے بعد اللہ کے ہاں رزق عطا ہو رہا ہوگا۔ وہ تو استقامت اور صبر کا مظاہرہ کر کے کامیاب ہو رہے ہیں۔ اللہ کی رضا پر راضی رہ کر، اپنے شہید بچوں کو اٹھا کر دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ ہم تو تیری رضا پر راضی ہو گئے تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔

خدا کی قسم جو مرنے کے لیے تیار ہو جائے دنیا اس کو شکست نہیں دے سکتی۔ شوق شہادت ہی مسلمان کی شان رہی ہے، مسلمان کا زیور رہا ہے۔ اسی جذبے سے وہ کفار کے سامنے کھڑے ہوتے تھے تو سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوتے تھے۔ اس وقت مادہ پرستی کا دور دورہ ہے، امریکہ بدمعاش کا ہمیں ڈر ہے، عرب حکمران بھی خوفزدہ ہیں۔ نیتن یاہو کہہ رہا ہے سارے عرب حکمران اندر سے ہمارے ساتھ کھڑے ہیں، تجارت اور معاشی تعلقات ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک دنیا اصل مسئلہ ہے آخرت اصل مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں سے آپ موازنہ کرلیں کہ کون اس امتحان میں کہاں کھڑا ہے؟ فلسطین کے مسلمان اس پر اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ ہمارے بچے اللہ کے ہاں قبول ہو گئے، کوئی کہہ رہا ہے میری دو نسلیں اللہ نے قبول کرلیں، کوئی اس پر خوش ہے کہ میرے خاندان کے 36 افراد شہید ہو گئے۔ جبکہ دوسری طرف اُمت کی ترجیحات الگ ہیں، برینڈڈ کپڑے نہیں ملے تو ٹینشن ہے، آئی فون 15 پرو نہیں ملا تو ٹینشن ہے، نئی گاڑی نہیں آئی تو ٹینشن ہے۔ آج ہمارا ایمان ہمیں لا کر مسجد میں کھڑا نہیں کر رہا۔ امتحان صرف اہل غزہ کا نہیں ہے پوری اُمت کا ہے۔ اس اُمت سے بڑھ کر تو غیر مسلموں نے مظاہرے کیے ہیں اور اپنے حکومتوں سے بڑھ چڑھ کر مطالبے بھی کیے ہیں، اپنی اپنی حکومتوں کو مورد الزام بھی ٹھہرایا ہے۔ یہ نظارے مسلم ورلڈ میں دکھائی نہیں دے رہے۔

جہاں تک تنظیم اسلامی کا تعلق ہے تو ہم نے ہر خطاب جمعہ، ہر موقع اور ہر پلیٹ فارم سے فلسطینیوں کے حق میں آواز اُٹھائی ہے، صدر مملکت، وزیر اعظم، وزراء، آئی ایس پی آر، ممبران پارلیمنٹ سب کو لکھا ہے کہ اپنی ذمہ داریاں ادا کریں، مسلم اور غیر مسلم سفارتخانوں کو خطوط لکھے۔ پاکستان کے کئی اخبارات میں ہم نے اشتہار دے کر حکومت کو متوجہ کیا ہے کہ پاکستان ہی اسرائیل کو جواب دے سکتا ہے عرب تو بیٹھ گئے ہیں۔ اسماعیل ہنیہ نے بھی کہا کہ اگر پاکستان کوئی جواب دے گا تو اسرائیل باز آئے گا۔

عرب ممالک نے 34 ملکوں کی فوج بنائی تھی وہ کہاں ہے؟ کیا اس کا مقصد صرف بادشاہتوں کو بچانا ہے؟ اسرائیل تو کہتا ہے کہ نیل سے فرات تک سارا گریٹر اسرائیل ہے۔ یہ عرب ممالک کہاں بچیں گے۔ کسی عرب ملک میں اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ اسرائیل کو روک سکے۔ یہ صرف پاکستان ہے جس کو اللہ نے ایٹمی قوت بھی دی ہے اور صلاحیت بھی دی ہے۔ قائد اعظم کی پالیسی تھی کہ فلسطینیوں کے ساتھ ظلم ہوگا تو ہم پاکستان سے جواب دیں گے۔ 23 مارچ 1940ء کو جب قرارداد لاہور پاس ہوئی تھی تو اسی موقع پر فلسطینی مسلمانوں کے حق میں بھی ایک قرارداد پاس ہوئی تھی۔ لیکن آج ہم بھول گئے کہ مسجد اقصیٰ ہمارا تیسرا حرم ہے۔ اگر ہم مسجد الحرام یا مسجد نبوی ﷺ کے کسی حصہ پر کسی کافر کا قبضہ برداشت نہیں کر سکتے تو تیسرے حرم پر کیونکر کر سکتے ہیں؟ اس کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہے۔ مفتیان کرام اس پر فتویٰ بھی دے چکے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے معاملے میں جہاد فرض ہو چکا ہے۔ جس کے پاس جتنی طاقت اور جتنا اختیار ہے وہ اسی حساب سے مکلف ہے۔ آج ہم مادہ پرستی میں ڈوبے ہوئے ہیں، اگر ایمان کی دولت نہ ہو تو پھر امریکہ کا ڈر ہوگا، کرسیوں کے چلے جانے کا ڈر ہوگا، مفادات کے چلے جانے کا ڈر ہوگا۔ اس ایمان کی آبیاری کے لیے پورے رمضان ہم نے قرآن سنا اور سنایا۔ بہر حال ہمارے حالات جیسے بھی ہیں لیکن جب ایمرجنسی نافذ ہو جاتی ہے تو روٹین کے معاملات کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اسرائیل تو باز نہیں آرہا، عید کے دن بھی مسلمانوں کو شہید کیا، جو بائیڈن بھی روک نہیں پا رہا۔ نہ کوئی اور روک پا رہا ہے۔ اب اُمت کو خود کھڑا ہونا ہوگا، ہمارا خیال ہے کہ پوری اُمت اپنی اپنی حکومتوں سے مطالبہ کرے۔ ہماری سیاسی پارٹیاں چھوٹے چھوٹے ایشوز پر دھرنے دیتی ہیں، کیا 25 کروڑ عوام کو مسجد اقصیٰ کی حرمت کے لیے اپنی حکومت سے مطالبہ نہیں کرنا چاہیے؟ میں تمام سیاسی جماعتوں اور تمام دینی، مذہبی جماعتوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک ایجنڈے پر جمع ہو جائیں کہ ہم سب نے مل کر اپنی حکومت کو مجبور کرنا ہے کہ وہ فلسطینیوں کے حق میں کوئی قدم اٹھائے۔ OIC کے چارٹر میں لکھا ہے کہ فلسطینیوں کی عسکری اور مالی مدد کرنا ہر مسلمان ملک پر لازم ہے۔ کم از کم آپ آواز تو اٹھائیں۔ روز قیامت جواب آپ نے بھی دینا ہے، یہ امتحان آپ کے لیے بھی ہے۔ ہم تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے اپنے حصے کا کام کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے ان شاء اللہ۔ حکومت کے پاس اختیار ہے اور طاقت بھی ہے وہ سفارتی اور تجارتی سطح پر اقدام کر سکتے ہیں اور انہیں کرنا چاہیے۔ ایمان والے اپنے ایمان پر ہونے کا ثبوت تو پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی غیرت دے، ہمارے حکمرانوں کو بھی غیرت عطا فرمائے، مسلم افواج کو بھی غیرت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

❀❀❀

رزقِ حرام

سعد عبداللہ (استاذ قرآن انسٹیٹیوٹ، لطیف آباد، حیدرآباد)

رزق حرام کی تباہ کاریاں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجا ہے یہاں انسان کو زندگی گزارتے ہوئے کئی طرح کے معاملات کا سامنا ہے۔ انسان کی کچھ بنیادی ضروریات ہیں۔ جیسے غذا، لباس، رہائش اور تعلیم وغیرہ۔ نسل انسانی کے ارتقاء کے لیے اللہ تعالیٰ نے توالد وتناسل کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ انسان شادی کرتا ہے اولاد پیدا ہوتی ہے ایک گھر بنتا ہے۔ اس گھر کو چلانے کے لیے وسائل درکار ہیں۔ انسان کی ضروریات کے ساتھ ساتھ انسان کی بے شمار خواہشات بھی ہیں۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی طلب ہے۔ جس کے لیے مال واسباب درکار ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین پر جو کچھ ہے انسان کے لیے پیدا کیا ہے۔ لیکن ان کے حصول کے لیے کچھ حدود وقیود مقرر فرمادی ہیں اور حلال اور حرام کے احکام نازل فرمائے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص حرام مال حاصل کرے گا اور اس سے (اپنی ضروریات میں) خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہیں ہوگی اور اگر اس مال سے صدقہ دے گا تو (عنداللہ) قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور ترکہ میں اس مال کو چھوڑ کر مرے گا تو وہ (مال) اس کے لیے جہنم کا توشہ ہوگا۔'' (مسند احمد)

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''قیامت کے دن سب سے حسرت ناک انجام اس شخص کا ہوگا جس نے دنیا میں حرام مال کمایا ہوگا اور وہ اسے جہنم میں لے جائے گا۔'' (مسند احمد بن حنبل)

حرام چیزیں دو طرح کی ہیں۔ ایک تو وہ چیزیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ لیکن کسی حکمت کی بنا پر اس کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ جیسے مردار، بہتا ہوا خون یا خنزیر اور جو چیز غیر اللہ کے نام پر ذبح کی گئی ہو۔ دوسرے وہ چیزیں جو اصل میں تو حلال تھیں مگر انسان نے خود (اس کو ناجائز طریقے سے حاصل کر کے) اپنے لیے حرام بنا لیا۔ جیسے چوری کا مال یا جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر کمایا ہوا مال۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مال حرام کی قباحت کو اس انداز میں ذکر فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے اور اللہ رب العالمین اپنے بندوں کو بھی اسی چیز کا حکم دیتا ہے، جس کا حکم اپنے پیغمبروں کو دیا۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت فرمائیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝51﴾ (المومنون)

''اے رسولو! پاکیزہ اور حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ اے اہل ایمان! جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے، اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا جو دور دراز کا سفر کر کے آیا ہو، اس کے چہرے پر سفر کے اثرات ہوں، اس کے لباس پر مٹی ہو، چہرے اور بالوں پر مٹی ہو اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا ہو: ''اے میرے رب! اے میرے رب! اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔ اس کا کھانا حرام کا، اس کا پینا حرام کا اور اس کی پرورش حرام سے ہوئی۔'' (مشکوۃ)

معلوم ہوا کہ اعمال اور دعاؤں کی قبولیت میں ایک بہت بڑی رکاوٹ حرام کا مال ہے۔

جس طرح حرام سے بچنا ضروری ہے اسی طرح شک وشبہ کی کمائی اور مشکوک مال سے بھی بچنا ضروری ہے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حلال ظاہر ہے حرام ظاہر ہے اور اس حلال وحرام کے بیچ میں شبہ والی چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ آیا وہ حلال ہیں یا حرام ہیں۔ پس جو شک وشبہ والی چیزوں سے بچا، اس نے اپنے دین کو بچا لیا اور جو ان شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا تو اس کی مثال اس چرواہے جیسی ہے جو شاہی چراگاہ کے پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ قریب ہے کہ کوئی جانور اس میں گھس جائے۔

خبردار! ہر ایک بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہے جس میں دوسرے کے جانوروں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ (یعنی یہ زمین اللہ تعالیٰ کی چراگاہ کی طرح ہے۔ تاکہ اس کی مخلوق اس سے فائدہ اٹھائے۔ البتہ بنی نوع انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود وقیود قائم فرمادی ہیں۔)

''خبردار! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ جب وہ درست رہا تو سارا جسم درست رہا، جب وہ خراب ہوگیا تو سارا جسم خراب ہوگیا، سن لو! وہ دل ہے۔'' (بخاری)

ہمارے اسلاف حلال میں بڑی تحقیق کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مشتبہ شے کھالی تو معلوم ہوجانے پر حلق میں انگلی ڈال کر فوراً قے کردی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا کروں کہ میں مستجاب الدعوات ہوجاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی خوراک پاکیزہ رکھو، تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔ رزق حرام میں مقدار زیادہ ہونے کے باوجود بھی برکت نہیں ہوتی۔ بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ اس حرام مال کی وجہ سے کسی شخص کو ایسی پریشانیوں یا مصیبتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں کہ وہی مال، جو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور ظلم وزیادتی سے کمایا تھا، اس کی تباہی وبربادی کا سبب بن جاتا ہے۔

موجودہ نظام معیشت میں بہت سی چیزیں تو واضح طور پر حرام اور ناجائز ہیں۔ جنہیں تمام علماء نے بھی حرام قرار دیا ہے۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:-

(i) تمام بنک اکاؤنٹس کا سود/منافع

(ii) حرام اور ممنوعہ چیزوں کی تجارت مثلاً کمپیوٹر نیٹ کیفے جہاں بیٹھ کر لڑکے لڑکیاں فلمیں دیکھتے ہیں۔ ایسی موبائل کی دکانیں جہاں گانے اور فلمیں ریکارڈ کر کے بیچے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب کی دکانیں وغیرہ۔

(iii) فحش اور لادینی کتابوں اور رسالوں کی فروخت۔

(iv) فلموں کا کاروبار۔

(v) منشیات کی خرید وفروخت۔

(vi) ملازم کا اپنا کام دیانتداری سے نہ کرنا۔
(vii) رشوت لینا۔
(viii) رشوت دے کر ناجائز کام کرانا۔

بعض چیزوں کی حرمت پر خود علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ لہٰذا وہ ہم مشکوک چیزوں میں شمار کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ بیان ہو چکا کہ ہمیں شبہ والی چیزوں سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ ان میں چند درج ذیل ہیں:۔

i. بلاسود بینکاری کا منافع۔
ii. تمام انعامی سکیمیں جن کا فیصلہ قرعہ اندازی سے کیا جاتا ہے۔
iii. لاٹری۔
iv. انشورنس سکیموں کے فوائد۔
v. اسٹاک مارکیٹ کا کاروبار۔
vi. اکثر کمپنیوں کے شیئرز پر ملنے والا منافع۔
vii. لہو ولعب کو ترویج دینے والے سامان کی تجارت۔
viii. تراویح پڑھانے کی اجرت۔
ix. کثرتِ رزق کے لیے کافر ممالک کے غیر اسلامی ماحول میں جا کر ملازمت کرنا۔
x. کریڈٹ کارڈ کا استعمال۔
xi. تمام سیونگ سرٹیفکیٹس۔
xii. عورتوں کی وہ تمام ملازمتیں جہاں بلاضرورت بے پردگی لازمی ہو جائے۔
xiii. عورتوں کی تصویر والی چیزوں کی خرید وفروخت۔
xiv. عورتوں کے نیم عریاں/ باریک کپڑے تیار کرنے اور غیر اسلامی ڈیزائن میں سلائی۔
xv. بنک سے سود پر قرض لے کر کاروبار کرنا۔

جدید دنیا میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ اخلاقی، تہذیبی اور معاشرتی معاملات میں دانشوروں کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو انسانی زندگی کے بارے میں دینی موقف کو سمجھنے کی یا تو اہلیت ہی نہیں رکھتا یا اس حمیت سے محروم ہے جس کے بغیر دینی سوچ پنپ ہی نہیں سکتی۔ مذکورہ بالا مسائل میں امت کے مجموعی موقف سے اختلاف یا انحراف کرنے والے لوگ اسی قبیل سے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک دنیاوی ترقی اور خوشحالی گویا مدارِ حق بن گئی ہے اور دین سے پیدا ہونے والی انسانی تہذیب اور اس کے بنیادی عوامل ان حضرات کی نظر سے بالکل اوجھل ہیں یا پھر یہ ان کی طرف دیکھنے سے کتراتے ہیں۔ اصول کی بات یہی ہے کہ اس امت کو اگر اپنی ہیئت اجتماعی کو برقرار رکھنا ہے تو پھر مشتبہات کے پھیلاؤ سے بھی بچنا پڑے گا۔

رزق حرام کے نقصانات:

1۔ انسان کے جوہر میں غیرت اور حیا کا ایک مادّہ ہوتا ہے۔ رزق حرام سے پہلی ضرب اسی پر پڑتی ہے۔ ایک دینی شخصیت کی تشکیل میں حمیّت اور عفت ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسبِ حرام سے یہ ستون گر جاتے ہیں۔

2۔ حرام کمائی کے نتیجے میں معیارِ زندگی میں جو بلندی پیدا ہوتی ہے، وہ فخر اور تکبر کا یقینی سبب بنتی ہے۔ حرام کی دولت پر اکڑنا تو اسلام سے نکلنے کے مترادف ہے۔ اس میں اور ابوجہل کی اکڑ میں کوئی فرق نہیں۔

3۔ شرک اور تکبر کے بعد اسلام جس چیز کو پہلے قدم پر ہی ختم کرنے کا تقاضا کرتا ہے، وہ حبِّ دنیا اور حبِّ مال ہے۔ اسلام اور حبِّ دنیا اسی طرح متضاد ہیں جیسے ایمان اور کفر۔ رزق حرام کمانے والا دین کے اس بنیادی مطالبے یعنی حبِّ دنیا کے ترک کو نہ صرف نظرانداز کرتا ہے بلکہ اس امّ المعاصی (گناہوں کی ماں) کو عملاً دین پر ترجیح دینے کا عادی بن جاتا ہے۔

4۔ مسلمان اور رزقِ حلال میں وہی نسبت ہے جو مرد اور مردانگی میں ہے۔ رزقِ حرام کی دلدل میں پھنسنے والا مردانگی کے تمام اوصاف سے دست برداری اختیار کر لیتا ہے۔ اور ایک ایسی نفسیاتی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے جہاں انسان ہر چیز کا سودا کر سکتا ہے۔

5۔ کسبِ حلال اور اس کے لیے کی جانے والی کوششیں آدمی کو بندگی کی فطری روح کے ساتھ اپنے رب کے ساتھ جوڑے رکھتی ہیں۔ اس کی خلاف ورزی کرنے سے اللہ سے تعلق کی حقیقی اساس منہدم ہو جاتی ہے۔ شکر، صبر، توکل جیسے اوصاف ختم ہو جاتے ہیں۔

6۔ اس کی نحوست تمام زیر کفالت افراد (بیوی، بچے وغیرہ) کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

7۔ اس کا ہر دینی عمل یقیناً بے سود اور بے معنی ہو جاتا ہے۔

8۔ اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

9۔ مال میں سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

10۔ عبادت میں دل نہیں لگتا اور ایمان کی حلاوت محسوس نہیں ہوتی۔

اگر ہم اپنی اصلاح چاہتے ہیں تو ہمیں دو کام تو فوری کرنے ہوں گے۔

- گریہ وزاری کے ساتھ توبۃ النصوح۔
- تمام حرام اموال واملاک سے فوری دستبرداری۔
- حرام مال سے جتنا فائدہ اٹھایا جا چکا ہے۔ اس کا کفارہ ادا کرنے کے لیے بھی دو کام ضروری ہیں۔

مسلسل استغفار اور حلال کمائی سے حسب استطاعت اللہ کے راستے میں خرچ ان دونوں کاموں کو کرنا بالکل مشکل نہ سمجھیں۔ آخرت میں جو پکڑ ہونی ہے۔ اس کے مقابلے میں یہ مشقت کچھ بھی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رزق حلال کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

دعائے مغفرت — إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ سرگودھا، منفرد اسرہ شاہ پور کے مبتدی رفیق محمد اقبال خان وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0302-3965405

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر کے رفیق سید فیضان حسن کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0316-1008021

☆ حلقہ کراچی وسطی، سندھ بلوچ سوسائٹی کے امیر جناب اسجد فاروق کے بہنوئی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0322-8215487

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد غربی کے مقامی امیر جناب ناصر محمود کے بہنوئی وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

پوری اُمت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کو بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے: ڈاکٹر خالد قدومی (ترجمان حماس)

ریڈ ہائفر ز کی قربانی کے بعد اگلا ہدف مسجد اقصیٰ کی شہادت ہے اور اس کے بعد انہوں نے تھرڈ ٹمپل تعمیر کرنا ہے: رضاء الحق

ہمیں حماس کی مزاحمت کا ہر حال میں ساتھ دینا چاہیے۔ اگر خدانخواستہ وہ ختم ہو گئے تو کوئی مسلم ریاست بچے گی اور نہ ہی مسلم حکمران بچیں گے: پروفیسر یوسف عرفان

یوم القدس: فلسطینیوں کا جذبہ جہاد اور قربانی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: اسرائیلی جاریت اپنے عروج پر ہے، UNO کی قراردادیں، عالمی عدالت انصاف کا فیصلہ اپنی جگہ، دنیا بھر میں مظاہرے بھی آپ کے سامنے ہیں مگر اسرائیل کسی کی پرواہ نہیں کر رہا اور جنگ بندی تو دور کی بات ہے سیز فائر پر بھی آمادہ نہیں ہو رہا۔ ان حالات میں اہل فلسطین پر اسرائیلی مظالم کا توڑ کیا ہے اور کیا اب بھی وہ حالات پیدا نہیں ہوئے کہ اُمت مسلمہ پر جہاد فرض ہو؟

پروفیسر یوسف عرفان: اُمت مسلمہ پر جہاد فرض ہے البتہ اس جہاد کی مختلف شکلیں ہیں۔ ایک کامیاب جہاد کی مثال افغان جہاد ہے جس کو وہاں کی آرگنائزیشن نے کامیاب، منظم اور موثر بنایا اور دنیا کی سپر پاورز کو شکست دی۔ جہاں تک فلسطین کا تعلق ہے تو وہاں بھی جہاد فرض ہے اور ہو بھی رہا ہے مگر اس کا دائرہ بڑھانے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ حماس نے کہا بھی ہے کہ اب اُمت مسلمہ کو مسجد اقصیٰ کے حوالے سے اپنی ذمہ داری کو ادا کرنا کرنا چاہیے۔ یہ امت مسلمہ کا فرض بھی ہے اور فلسطینیوں کو مدد کی ضرورت بھی ہے۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ جہاد تھوڑے ہی لوگ کریں گے مگر جیسا کہ قرآن میں ہے کہ وہ سیسہ پلائی دیوار بن کر لڑ رہے ہوں گے۔ اسرائیل کا علاج یہ ہے کہ اس کے لیے سرزمین تنگ کی جائے۔ اب تک وہ اپنا ناجائز قبضہ پھیلاتا رہا ہے، فلسطینیوں کی زمینوں پر قبضے کر کے یہودیوں کو یہاں بسایا گیا۔ اسرائیل کے قیام کے پیچھے تین بڑی طاقتیں امریکہ، برطانیہ اور سوویت یونین تھیں۔ قرآن میں ہے کہ اگر مسلمان استقامت دکھائیں تو کفریہ طاقتیں بکھر جائیں گی کیونکہ ان کے دل جدا جدا ہیں۔ آفرین ہے حماس پر جس نے استقامت دکھائی اور اسرائیل کو ابھی تک کھویا ہوا میچ واپس نہیں حاصل کرنے دیا۔ فلسطین کے مسلمان چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہیں لیکن ان کے ایمان کی کیفیت یہ ہے کہ وہ مار کھا کھا کے کندن بن چکے ہیں۔ ایسا جذبہ جن میں ہو ان کی جیت ہوتی ہے لیکن اس جیت کو یقینی بنانے کے لیے باقی اُمت کو بھی پنجہ یہود سے نکلنے کی ضرورت ہے۔ ان کے مالیاتی ادارے ہیں، ورلڈ بینک ہے، ایشن ڈویلپمنٹ بینک ہے، آئی ایم ایف ہے۔ جس کے ذریعے انہوں نے مسلم حکمرانوں

مرتب: محمد رفیق چودھری

کو جکڑا ہوا ہے۔ پھر UNO اور عالمی عدالت انصاف بھی ان کے ہیں جن کے ذریعے وہ ہمیں بہلاتے ہیں۔ ہمیں اس جال سے نکلنے کی ضرورت ہے۔

سوال: غزہ کی تازہ ترین صورتحال کیا ہے اور یہ معاملہ کس طرف جاتا ہوا نظر آ رہا ہے؟

ڈاکٹر خالد قدومی: 7 اکتوبر کے بعد سے اب تک تقریباً 40 ہزار فلسطینی شہید ہو چکے ہیں جن میں سے تقریباً ساڑھے 7 ہزار لاپتہ ہیں، شاید ملبے کے نیچے ہیں۔ ان چالیس ہزار میں سے تقریباً 75 فیصد عورتیں اور بچے ہیں۔ غزہ کا 65 فیصد انفراسٹریکچر مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اسرائیل باقاعدہ طور پر فلسطینیوں کی نسل کشی کر رہا ہے اور اس کے لیے وہ ہسپتالوں پر بھی بمباری کر رہا ہے۔ چند دن قبل شفاء ہاسپٹل پر بمباری کر کے 200 نہتے لوگوں کو شہید کر دیا۔ کوئی انسانی حقوق کا ادارہ مداخلت نہیں کر رہا، کوئی روک نہیں رہا۔ امریکی صدر بھی سامنے کچھ کہتا ہے اور میدان میں کچھ کر رہا ہے۔ ایک طرف امریکہ جنگ بندی کے لیے کہتا ہے اور دوسری طرف اسرائیل کو اسلحہ اور امداد بھی دے رہا ہے۔ چند دن قبل 2 بلین ڈالرز اسرائیل کے لیے منظور کیے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سب مل کر فلسطینیوں کی نسل کشی کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف فلسطینیوں کا حوصلہ ہے کہ انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ 7 اکتوبر سے پہلے صرف فلسطینی شہید ہوتے تھے لیکن اب الحمد للہ 6 فلسطینی شہید ہوتے ہیں تو ایک اسرائیلی بھی لازمی جہنم واصل ہوتا ہے۔ اسرائیلیوں کے لیے اب اس جنگ کو جیتنا اتنا آسان نہیں رہا۔ وہ غیر یہودیوں کے مذاہب کا مذاق اڑاتے ہیں، مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کرتے ہیں، وہاں جا کر شراب پیتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، نمازیوں کو زنجیروں میں جکڑ دیتے ہیں، ان کے منسٹرز اور خود نیتن یاہو کھلے الفاظ میں کہتا ہے کہ ہم نے مسجد اقصیٰ کو گرانا ہے اور فلسطینیوں کو ختم کرنا ہے کیونکہ فلسطینیوں کا یہاں کوئی حق نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے غزہ کو ہر حال میں خالی کرنا ہے اور ہم نے سمندر تک پہنچنا ہے۔ دوسری طرف اہل غزہ کا کہنا ہے کہ ہم کسی صورت 6 اکتوبر والی ذلت کی پوزیشن پر نہیں جانا چاہتے، ہم لڑنا چاہتے ہیں اور عزت کی موت مرنا چاہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ جنگ اس لیے شروع کی ہے تاکہ فلسطینیوں کو آزادی ملے، مسجد اقصیٰ کو آزاد کروایا جائے، یہ مقصد جب تک پورا نہیں ہوگا تب تک ہم جنگ ختم نہیں کریں گے۔ 11 ہزار فلسطینی اس وقت اسرائیلی جیلوں میں ہیں جب تک ان کو رہا نہیں کیا جاتا تب تک ہم ایک بھی اسرائیلی قیدی کو رہا نہیں کریں گے۔

سوال: آج یوم القدس ہے۔ حماس کے مجاہدین کا جذبہ جہاد کیسا ہے؟ اور اسرائیل UNO کی قراردادوں پر عمل درامد کیوں نہیں کرتا؟

ڈاکٹر خالد قدومی: ہر سال رمضان کا آخری جمعہ

یوم القدس کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر دنیا بھر میں فلسطینیوں کے حق میں مظاہرے منعقد کیے جاتے ہیں۔ اللہ کے آخری نبی ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تھے تو بیت المقدس سے ہی آسمانوں کا سفر شروع ہوا تھا۔ اس لحاظ سے بیت المقدس کی مسلمانوں کے لیے خاص اہمیت ہے اور حضور ﷺ کی حدیث کے مطابق تین مساجد کی فضیلت سب سے زیادہ ہے ان میں مسجد الحرام، مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصیٰ شامل ہیں۔ لہٰذا پوری امت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کو بچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے۔ حماس بھی اسی لیے یہ جنگ لڑ رہی ہے اور اسی وجہ سے انہوں نے اس کا نام طوفان الاقصیٰ رکھا۔ اسی لیے مجاہدین کا مورال بلند ہے کیونکہ وہ ایک بلند مقصد کے لیے لڑ رہے ہیں۔ باقی امت کا فرض ہے کہ وہ حماس کی کمر کو مضبوط کرے۔ اسرائیل جب مجاہدین کا سامنا نہ کر سکا تو اس نے غزہ کی عورتوں اور بچوں کو شہید کرنا شروع کر دیا تاکہ مجاہدین کے حوصلے توڑ سکے۔ ابھی تیسرے حربے کے طور پر وہ بھوک کا ہتھیار استعمال کرنا چاہتا ہے۔ آپ خود اندازہ لگالیں مجاہد بھلے جتنا مرضی بہادر اور ثابت قدم ہو لیکن جب اس کا ایک چھوٹا بیٹا یا بیٹی بھوک اور پیاس سے تڑپ رہا ہوگا تو اس کے حوصلے ٹوٹ جائیں گے۔ اس لیے میں تمام مسلمانوں سے یہ التجا کر رہا ہوں کہ وہ مجاہدین کے حوصلہ ٹوٹنے نہ دیں، ان کی مدد کریں، ان تک خوراک اور ادویات پہنچائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس کسی نے کسی مجاہد کے خاندان کو سنبھالا تو اس کو بھی جہاد کا ثواب ملے گا۔ اسی لیے یوم القدس کے موقع پر لبیک یا غزہ اور لبیک یا اقصیٰ کے نعرے لگ رہے ہیں کہ ہم نے مجاہدین کا حوصلہ بننا ہے، ان کی ہر طرح سے مدد کرنی ہے۔

سوال: سات دن کے لیے رفح بارڈر کھولا گیا ہے، کتنے فلسطینیوں نے مصر کی طرف ہجرت کی ہے اور اہل غزہ ہمسائے ممالک میں پناہ اور ہجرت کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ڈاکٹر خالد قدومی: بجائے اس کے کہ لوگ ہجرت کرتے جو گئے تھے وہ بھی واپس آرہے ہیں کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے گھر میں عزت کے ساتھ جینا ہے اور عزت کے ساتھ مرنا ہے۔ یہاں تک کہ رفح کے مہاجرین جن کے گھر تباہ ہو چکے ہیں وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنے ٹوٹے گھروں میں واپس جانا ہے۔ ایک سروے میں پوچھا گیا آپ پر حملہ ہوا تو آپ کہاں جائیں تو 70 فیصد نے کہا کہ ہم اپنے گھروں کے اندر شہید ہونا پسند کریں گے۔ ساڑھے 22 لاکھ غزہ کی آبادی ہے، ان میں سے 65 فیصد حافظ قرآن ہیں۔ 7 اکتوبر کو جن 12 سو مجاہدین نے حملہ کیا ان میں سے 500 حافظ قرآن تھے۔ ان کا اپنے دین کے ساتھ تعلق اور عقیدہ مضبوط ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ ان کو صبر کا جذبہ دے رہا ہے۔ اتنی تکالیف اور شہادتوں کے بعد بھی ان کے لبوں پر اللہ سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ یہ مجاہدین پوری امت کی جنگ لڑ رہے ہیں، اگر خدانخواستہ سقوطِ غزہ کا سانحہ ہو گیا یا حماس کو ختم کر دیا جائے تو اس کے بعد اسرائیل نے مسلم ممالک پر چڑھائی کرنی ہے۔ وہ تو ابھی سے شام، عراق، اردن پر حملے کر رہا ہے۔ پھر دوسرے مسلم ممالک کا نمبر بھی آئے گا۔

سوال: حماس کے نمائندے اور ترجمان کی حیثیت سے آپ مسلمانان پاکستان کو اس عید الفطر پر حماس کی طرف سے کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

> **پاکستان گورنمنٹ لیگل طور پر راستہ نکالے کہ کم از کم 100 زخمیوں کو علاج کے لیے پاکستان بھیجا جا سکے: ترجمان حماس**

ڈاکٹر خالد قدومی: اہل پاکستان بالخصوص علماءکرام، خطباء اور عوام الناس سے یہی عرض ہے کہ وہ غزہ کے شہدا کے خاندانوں کی مدد کریں، ان کے بیٹے بیٹیوں کو اپنے بیٹے بیٹیاں سمجھیں۔ مجاہدین کی کمر مضبوط کریں تاکہ بھوک کا جو ہتھیار دشمن استعمال کر کے مجاہدین کی کمر توڑنا چاہتا ہے وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ دوسرا یہ کہ فلسطین کے لیے آواز اٹھانا بند نہ کریں، آپ کے الفاظ مجاہدین کے ہتھیار ہیں۔ آپ کے بولنے کی وجہ سے آج امریکہ، یورپ اور تمام غیر مسلم ممالک میں عوام سڑکوں پر ہیں۔ اس کے علاوہ میری درخواست ہے کہ اہل غزہ کے زخمیوں کے علاج کے لیے کوشش کریں۔ پاکستان گورنمنٹ لیگل طور پر راستہ نکالے کہ کم از کم 100 زخمیوں کو علاج کے لیے پاکستان بھیجا جا سکے۔ اس کے علاوہ یہ بھی درخواست ہے کہ اسرائیل کے خلاف ساؤتھ افریقہ جو عدالتی کارروائی کر رہا ہے اس میں آپ بھی شریک ہو جائیں۔ پاکستانیوں کے لیے مجاہدین کا پیغام ہے کہ آپ نے جو کچھ بھی ان کی مدد کے لیے بھیجا وہ ان تک پہنچ چکا ہے اور اس کے لیے ہم شکر گزار ہیں لیکن اہل غزہ کو مالی امداد پہنچانے کی ابھی بھی سخت ضرورت ہے۔ پاکستان سے گزارش ہے کہ وہ اسرائیل پر ڈپلومیٹک اور پولیٹیکل پریشر بڑھائے۔

سوال: اسرائیل میں سرکاری سطح پر ریڈ ہائفر کی قربانی کا آپ کی نظر میں مسجد اقصی اور یہودیوں کے مذموم مقاصد سے کیا تعلق ہے؟

رضاء الحق: یہودیوں کو 70 عیسوی کے بعد فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ اب ساڑھے 18 سو سال بعد وہ وہاں آباد ہونے کے لیے آئے ہیں تو کسی مقصد کے تحت آئے ہیں۔ عالمی صہیونی تنظیم کے تحت 1898ء میں ایک اجلاس ہوا جس میں سارا روڈ میپ تیار ہوا۔ 1917ء میں بالفور ڈکلیریشن کروالیا اور 1948ء میں اسرائیل قائم ہو گیا۔ 1967ء کی جنگ میں اس کی مزید توسیع ہو گئی۔ اس وقت 2024ء میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ غزہ کو بھی نقشہ سے مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قرآن پاک ہمیں ان کے بارے میں رہنمائی دیتا ہے کہ:

﴿فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِيۡفًا ۝۱۰۴﴾

(بنی اسرائیل) ’’پھر جب آئے گا پچھلے وعدے کا وقت تو ہم لے آئیں گے تم سب کو سمیٹ کر۔‘‘

جب آخری وعدے کا وقت آئے گا تو اللہ تعالیٰ انہیں سمیٹ کر اس جگہ پہ لے آئے گا۔ صہیونیوں کا جو پانچ نکاتی ایجنڈا تھا اس میں پہلا نکتہ یہی تھا کہ وہ واپس اسرائیل میں آکر آباد ہوں گے۔ ان کے ایجنڈے کا دوسرا نکتہ گریٹر اسرائیل کا قیام ہے۔ تیسرا نکتہ ایک عالمی جنگ ہے تاکہ اس کے ذریعے ان کی پوری دنیا پر حکمرانی قائم ہو سکے۔ اگرچہ احادیث میں بھی ایک بڑی جنگ (الملحمۃ الکبریٰ) کی پیشین گوئی ہے۔ عیسائیوں کے ہاں بھی آرمیگاڈان کے نام سے ایک بڑی جنگ کی پیشین گوئی ملتی ہے۔ نیوکون اور پروٹیسٹنٹ عیسائی بھی صہیونیوں کو اس طرف دھکیل رہے ہیں۔ بظاہر دکھائی دیتا ہے کہ یہودی پیچھے بیٹھ کر ان کی ڈوریں کھینچ رہے ہوں گے۔ چوتھا نکتہ مسجد اقصیٰ کو گرا کر تھرڈ ٹمپل کو تعمیر کرنا ہے جو ان کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ وہ اپنے مسایاح (دجال) کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کے لیے وہ ریڈ ہائفرز کی قربانی پیش کریں گے، ان کے ربائیز بھی وہاں موجود ہوں گے اور ان کی موجودگی میں دجال آکر وہاں چارج سنبھالے گا۔ ان کی مذہبی کتابوں کے چند حصوں جن کو ہم سمجھتے ہیں کہ تحریف شدہ ہیں میں ریڈ ہائفرز کا ذکر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سرخ رنگ کی ایک ایسی گائے جس کی عمر تین سال ہو اور اس میں کوئی نقص نہ ہو، نہ ہی حاملہ ہوئی ہو اور نہ ہی اس سے کوئی کام لیا گیا ہو اس کو وہ اپنے مسایاح کے لیے

قربان کریں گے۔ ایسی پانچ گائیں ستمبر 2022ء میں ٹیکساس سے مغربی کنارے لائی گئی ہیں اور 22 سے 30 اپریل کے درمیان ان کا سالانہ فیسٹول پاس اوور ہوتا ہے اس میں ان کو کوہ زیتون پر اپنے مسایاح کے لیے قربان کریں گے اور پھر ان کو جلائیں گے۔ پھر ان کی راکھ کو چھڑکا جائے گا تاکہ پاک کیا جاسکے اور پھر مسجد اقصیٰ کو گرا کر تھرڈ ٹمپل کی تعمیر شروع کی جائے گی تاکہ جلد ان کا مسایاح آکر حکومت کرسکے۔ یہ اُن کا منصوبہ ہے لیکن ہوگا وہی جو اللہ کو منظور ہوگا۔

سوال: اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل نے ایک قرارداد پاس کی جس میں باقاعدہ جنگ بندی اور قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ امریکہ نے ووٹ نہیں دیا جس پر اسرائیل اتنا ناراض ہوا کہ اپنا وفد امریکہ بھیجنے سے انکار کر دیا۔ اس کے باوجود بھی امریکہ اسرائیل کو مالی امداد اور اسلحہ بھیج رہا ہے۔ امریکہ کی ایسی کیا مجبوری ہے کہ وہ اسرائیل کے آگے اتنا بچھا ہوا ہے؟

پروفیسر یوسف عرفان: اس کے لیے ہمیں سب سے پہلے صہیون ازم کو سمجھنا ہوگا۔ صہیونی مال کے ذریعے حکمران خریدتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ سوویت یونین بھی ختم ہوگیا، خلافت عثمانیہ کے بھی ٹکڑے ہوگئے اور ایک ٹکڑے پر اسرائیل بھی قائم ہوگیا۔ اس سے پہلے صہیونیوں نے مال کے ذریعے مغربی حکمرانوں کو خریدا اور اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ اسی طرح امریکہ بھی مجبور ہے۔ جرمنی میں حالیہ دنوں میں اسرائیل کے خلاف اتنا بڑا مظاہرہ ہوا کہ انتظامیہ روک نہ پائی، اسی طرح امریکہ اور برطانیہ میں بھی لوگ اسرائیلی مظالم کے خلاف سڑکوں پر نکل رہے ہیں لیکن ان ممالک کی حکومتیں اسرائیل کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ یہی حال مسلم حکمرانوں کا بھی ہے، وہ صہیونیوں کے عالمی معاشی نظام کے ذریعے جکڑے ہوئے ہیں۔ اس کا حل ایک ہی ہے کہ نیا عالمی نظام لایا جائے جو قرآن کی آفاقی اقدار پر مبنی ہوگا۔ جس نے ماضی میں بھی روشن مثالیں قائم کیں۔ اس کے لیے ہمیں قرآن اور اُسوہ رسول ﷺ سے مخلصانہ اور جرأت مندانہ وفاداری کا رویہ اپنانا ہوگا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اسرائیل باز کیوں نہیں آرہا تو اصل میں اس نے اپنا گراؤنڈ ورک سارا کرلیا ہے۔ اسرائیل کے اردگرد جو مسلم ریاستیں تھیں وہ انہوں نے اپنے کنٹرول میں کرلی ہیں، مصر میں صدر مرسی کو ہٹا کر یہودی ماں کے بیٹے سیسی کو لایا گیا، سعودی عرب میں ان کی مرضی کے مطابق سارا کچھ ہو رہا ہے، قطر امریکہ کا اڈا بن چکا ہے۔ اب اسرائیل اپنے اہداف کی تکمیل چاہتا ہے، بھارت سمیت کافر طاقتیں اس کے ساتھ ہیں، اسرائیلی استعمار کی ایک ٹانگ اگر یروشلم یا تل ابیب ہے تو دوسری ٹانگ دہلی ہے، بھارت اور اسرائیل ایک ہی سکے کے دو رُخ ہیں۔ اس ٹانگ کو توڑنا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح اگر وہ فلسطین اور لبنان کا مکمل قبضہ حاصل نہیں کرتے تو ان کا استعمار وہیں رک جائے گا اس لیے وہ سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں کہ ان پر قبضہ مکمل کیا جائے اور کسی کی نہیں سن رہے۔ صرف حماس ان کے راستے میں ایک دیوار بنی ہوئی ہے وہ اُمت مسلمہ کی سپورٹ کے بغیر کتنی دیر کھڑی رہے گی۔ اسرائیل نے سرخ گائے کی قربانی کے بعد جو کچھ کرنا ہے وہ بہت ہی خطرناک ہوگا۔ پاکستان کے لیے بھی خطرہ ہے۔ گاؤ ماتا کے پجاری بھی ان کے اتحادی ہیں۔ کشمیر کو انہوں نے برننگ پوائنٹ رکھا ہوا ہے۔ پاکستان کی تمام سرحدوں پر جنگی کیفیت ہے۔ عوام کو آئی ایم ایف نے جکڑ رکھا ہے، ان ساری چیزوں کا اسرائیل کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ تمام مسلم ممالک کے برعکس پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے، اس کے اندر پوٹینشل بھی ہے۔ وہ اس کی پوٹینشل کو متاثر کر رہے ہیں۔ ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ اگر غزہ نہیں بچے گا تو پاکستان بھی نہیں بچے گا۔

سوال: یہودیوں کی جو پلاننگ ہے کہ ریڈ ہائفر کی قربانی کے بعد تھرڈ ٹمپل کی تعمیر اور پھر مسایاح کے ذریعے عالمی حکومت وغیرہ۔ کیا یہودی اور عیسائی دونوں اس سلسلے میں ایک پیج پر ہیں؟

رضاء الحق: جسے ہم عیسائی دنیا کہتے ہیں وہ اصل میں سیکولر دنیا ہے اور وہ صہیونی کنٹرول میں ہے۔ جہاں عیسائیت کوئی ایسی پوٹینشل رکھتی ہے کہ وہ آگے بڑھ کر کوئی ایسا کردار ادا کرسکتی ہے جس سے مسلمانوں کو خطرہ ہو تو وہ پروٹیسٹنٹ اور نیوکون ہیں۔ یہ یہودیوں کے ساتھ ایک پیج پر ہیں۔ حتیٰ کہ امریکن نیوکونز کو کرسچن ذائنسٹ کہا جاتا ہے۔ چند دن پہلے صدر کلنٹن، اوباما اور بائیڈن نے مشترکہ بیان دیا ہے کہ اگر غزہ کا معاملہ ختم ہوجائے تو عرب ممالک اب بھی اسرائیل کے ساتھ تعلقات بڑھانے کے لیے تیار ہیں۔ امریکہ میں کوئی بھی پارٹی برسراقتدار آجائے یا کوئی بھی صدر بن جائے وہ یہودیوں کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ ٹرمپ نے باقی تمام جگہوں سے اپنی فوجیں واپس بلوائیں لیکن اس کے دور میں ہی یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کا یہودی داماد کشنر عملی طور پر وائٹ ہاؤس کو چلا رہا تھا۔ اسرائیل جس طرح کی درندگی کا مظاہرہ کر رہا ہے تو عوامی رائے عامہ اس کے خلاف ہوتی جارہی ہے۔ روایت میں تذکرہ ہے کہ جب آخری جنگ ہوگی اور مسلمانوں کو فتح ہوگی تو پتھر بھی بول پڑیں گے کہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اسے قتل کردو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی سے نفرت اتنی بڑھ جائے گی، انہوں نے کام ایسے کیے ہوں گے۔ وہ نفرت آج بھی پوری دنیا میں عوام کے اندر آپ دیکھ سکتے ہیں مگر حکومتیں آج بھی اسرائیل کے ساتھ ہیں۔ امریکہ نے چند دن پہلے 18 ارب ڈالر کے ایف 15 اسرائیل کو دینے کی منظوری دی ہے، بھارت سے بھی ڈرونز جارہے ہیں۔ لیکن سب سے بڑی ہلاکت عربوں کے لیے ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: ((ویل للعرب من شر قد اقترب)) قرآن میں جس طرح فرمایا گیا ہے کہ:

﴿اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾﴾ (السجدۃ)

''یقیناً ہم ایسے مجرموں سے انتقام لے کر رہیں گے۔''

تاریخی طور پر اگر آپ دیکھیں تو وہ مجرم یہودی بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، ان سے بھی اللہ نے انتقام لینا ہے لیکن اس وقت سب سے بڑے مجرم عرب ہیں۔ اس لیے کہ ان کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا۔ آخری نبی ان میں بھیجے۔ دوسرا بڑا مجرم پاکستان ہے۔ اسلام کے نام پر قائم کیا گیا لیکن اسلام کے مطابق فیصلے نہیں ہو رہے۔ ادھر غزہ میں مسلمان شہید ہو رہے تھے ادھر PSL ہو رہا تھا اور اس میں فلسطین کا جھنڈا لہرانے کی اجازت نہیں تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ تو سیم پیج پر ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان بھی سارے ایک پیج پر ہیں؟ اگر ہم ایک پیج پر نہیں آتے تو مستقبل میں ہمارے لیے بڑے خطرات ہیں۔

سوال: عالمی عدالت انصاف کے انٹرم فیصلہ میں اسرائیلی جارحیت کو فلسطینیوں کی نسل کشی قرار دیا گیا تھا، اب اس کے تفصیلی فیصلے میں کہا گیا ہے کہ اسرائیل کو غزہ میں جانے والی امداد کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے کیونکہ غزہ میں قحط جیسی صورتحال ہے بچے بھوک اور پیاس سے بلک بلک کر مر رہے ہیں۔ کیا اسرائیل عالمی عدالت انصاف کے اس فیصلے پر عمل کرتا ہوا نظر آتا ہے؟

پروفیسر یوسف عرفان: اسرائیل اس پر عمل نہیں کرے گا کیونکہ یہ سارے اسی کے ہی پھیلائے ہوئے ادارے ہیں جو پوری دنیا کو بہکاتے ہیں اور گمراہ کرتے

ہیں اور پھر ہدف کو گھیر کے مار دیتے ہیں۔اس وقت حماس کی مزاحمت خطرے میں ہے۔ وہ آخر کب تک لڑیں گے، چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں،کوئی ریاست بھی ان کی مدد کو تیار نہیں۔اس وقت ان کے لیے پورے عالم اسلام سے سنجیدہ آواز اُٹھنی چاہیے۔ اگر حکمران ان کا ساتھ نہیں دیتے تو عوام ساتھ دیں اور ایسی آواز اٹھائیں کہ عالمی عدالت انصاف بھی کچھ کرنے پر مجبور ہو جائے۔اگر یہ جنگ جاری رہتی ہے تو عالم عرب کے اندر ایک کیفیت پیدا ہوگی۔عرب حکمران اگر اسرائیل کا ساتھ دیں گے تو آخر میں خود بھی جائیں گے کیونکہ گریٹر اسرائیل ان کی ریاستوں کو برداشت نہیں کرے گا۔رہا پاکستان تو یہود پاکستان کو دشمن نمبر ایک کہتے ہیں۔باقی تو ان کے کھلونے ہیں۔پاکستان سپر پاورز کی افغانستان میں شکست کا باعث بن چکا ہے۔لہٰذا اس کو اپنی روشن تاریخ کو مدنظر رکھ کر اپنی پالیسی از سرِ نو بنانی چاہیے۔

سوال: آج یوم القدس ہے اور غزہ لہولہان ہے۔ان حالات میں اپ اپنے فلسطینی بھائیوں اور امت مسلمہ کو کیا پیغام دیں گے؟

رضاء الحق: اسرائیل اپنے اہداف کی طرف بڑھتا جا رہا ہے اور ہم بتدریج پسپائی اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ لہٰذا صرف دن منانے سے کچھ نہیں ہوگا۔حدیث میں وہن کی بیماری کا ذکر ہے جس سے مراد دنیا کی محبت اور موت سے نفرت ہے۔اس وقت امت مسلمہ کو یہ بیماری لاحق ہے۔ 57 مسلم ممالک ہیں لیکن کوئی آواز اُٹھانے کو تیار نہیں بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ غزہ کا معاملہ جلد ختم ہو اور ہم آگے بڑھ کر اسرائیل کے ساتھ تعلقات بحال کریں۔اگر 57 مسلم ممالک متحد ہو کر صرف تجارتی اور سفارتی بائیکاٹ کر دیں اور عوام بھی ان کا ساتھ دیں تو اسرائیل سمیت پوری دنیا کی طاقتیں گھٹنوں کے بل گر جائیں گی۔ OIC کے مینڈیٹ میں شامل ہے کہ فلسطینیوں کی عسکری اور مالی مدد کی جائے گی۔حماس اور فلسطین مجاہدین و عوام کا بھرپور ساتھ دیا جائے۔امت مسلمہ اس وقت دوراہے پر کھڑی ہے یا تو اسی طرح ذلیل و خوار ہوتے رہیں یا پھر اللہ کے دین کے لیے متحد ہو جائیں۔ نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں واضح خبریں موجود ہیں کہ وقت آئے گا جب کل روئے ارض پر اللہ کا دین غالب ہوگا لیکن اس میں ہمارا کردار کیا ہے یہ سوال اہم ہے۔دعائیں تو بہت ہو رہی ہیں۔قنوت نازلہ کا اہتمام بھی ہوا لیکن اب عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ ۞

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

مؤسس: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — نگران: شجاع الدین شیخ

رجوع الی القرآن کورس

تعارفی نشست
قرآن اکیڈمی ڈیفنس
28 اپریل 2024ء
اتوار صبح 9 بجے
خواتین کیلئے شرکت کا باپردہ انتظام ہے

آغاز
درج ذیل اکیڈمیز میں
29 اپریل 2024ء
بروز پیر
دورانیہ: 10ماہ

صبح 08:45 تا دوپہر 01:00 بجے
پیر تا جمعہ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

مضامینِ تدریس

سال اوّل		سال دوم	
بیان القرآن	عربی گرامر	علم العقیدہ	علوم القرآن
قرآن حکیم کا منتخب نصاب	ناظرہ قرآن حکیم وتجوید	اصول التفسیر	تفسیر القرآن
سیرت النبی ﷺ	عقیدہ وفقہ	اصول الحدیث	علم الحدیث
توسیعی محاضرات	فکر اسلامی	اصول الفقہ	فقہ العبادات
ترجمہ قرآن حکیم مع ترکیب	حدیث و سنت	فقہ المعاملات	اللغۃ العربیۃ وادبھا
سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم			الفکر الاسلامی

ہاسٹل کی سہولت قرآن اکیڈمی یسین آباد میں صرف حضرات کے لیے دستیاب ہے

info@QuranAcademy.edu.pk — www.QuranAcademy.edu.pk

قرآن اکیڈمی ڈیفنس	قرآن اکیڈمی یسین آباد	قرآن اکیڈمی کورنگی	قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر	قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدرآباد	دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی لاہور
021-35340022-4	021-36806561	021-35078600	021-34030119	0334-3350910	(042)35473375-78
0334-3088689	0331-7292223	0343-1216738	0333-4030115	0345-2701363	0333-5632242

مرکزی مجلس عاملہ میں ذمہ داران کی تبدیلی

مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 اپریل 2024ء بمقام مرکز تنظیم اسلامی لاہور میں امیر محترم نے باہمی مشورہ کے بعد مرکزی ناظم نشر و اشاعت محترم مرزا ایوب بیگ صاحب کا بطور مشیر خصوصی برائے ملکی و ملی امور تقرر فرمایا جبکہ مرکزی ناظم تعلیم و تربیت محترم خورشید انجم صاحب کو مرکزی ناظم نشر و اشاعت کی اضافی ذمہ داری تفویض کی۔

لہٰذا قارئین اور رفقاء و احباب نوٹ کریں کہ اب مرکزی شعبہ نشر و اشاعت اور ہفت روزہ ندائے خلافت کے انتظامی معاملات محترم خورشید انجم صاحب دیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کی خصوصی نصرت و اعانت فرمائے اور نئی ذمہ داریاں احسن انداز میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

رمضان المبارک کے بعد بھی نیکیاں جاری رہنی چاہئیں

مولانا ندیم احمد

ماہِ رمضان المبارک سراپا خیر و برکت ہے۔ اس کے اہتمام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کو گیارہ مہینوں تک سجایا جاتا ہے اور اس مبارک ماہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہیں۔ شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور ہر طرف نیکیوں کا ماحول ہوتا ہے، جس کے چلتے ہر ایمان والے کے لیے نیک عمل کرنا سہل بلکہ سہل ترین ہو جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ جیسے ہی یہ مبارک ماہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے پھر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ جو یقیناً کم ہمتی کی علامت اور سخت محرومی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی زندگیوں میں بار بار رمضان المبارک عطا فرمائے اور اس سے مستفید ہونے کی توفیق سے بھی نوازے اور پوری زندگی محرمات سے اجتناب اور طاعت کا اہتمام نصیب فرمائے۔ آمین

روزوں کا مقصودِ اصلی

ارشاد ربانی ہے: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ۔“ (البقرۃ:183)

معلوم ہوا کہ روزوں کا مقصودِ اصلی تقویٰ کا حصول ہے۔ لہٰذا ایک مہینے مسلسل روزے رکھنے کے بعد بھی اگر ہمارے اندر تقویٰ کی صفت پیدا نہ ہو تو یہ بات مناسب نہیں۔

ماہِ رمضان کی سچی قدردانی

رمضان المبارک کی سچی قدر دانی یہ ہے کہ نیک اعمال پر اس کے بعد بھی مداومت و استقامت اختیار کی جائے۔ ارشادِ ربانی ہے:

”بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے“ ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ آپ لوگ ڈرو نہیں اور غمگین نہ ہو اور خوشیاں مناؤ اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے۔“ (حٰمٓ السجدہ)

استقامت کی تعریف

پہلے جز کو لفظ استقامت سے تعبیر فرما کر ارشاد ہوا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ یعنی جن لوگوں نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب یقین کر لیا اور اس کا اقرار بھی کر لیا۔ یہ تو اصل ایمان ہوا، آگے اس پر مستقیم بھی رہے، یہ عمل صالح ہوا۔ اس طرح ایمان اور عمل صالح کے جامع ہو گئے۔ لفظ استقامت کی تفسیر حضرت صدیق اکبر ؓ سے منقول ہے کہ ایمان و توحید پر قائم رہے، اس کو چھوڑا نہیں۔ اور تقریباً یہی مضمون حضرت عثمان غنی ؓ سے منقول ہے۔ انہوں نے استقامت کی تفسیر اخلاص عمل سے فرمائی ہے۔ اور حضرت فاروق اعظم ؓ نے فرمایا کہ ”استقامت یہ ہے کہ تم اللہ کے تمام احکام، اوامر اور نواہی پر سیدھے جمے رہو، اس سے اِدھر اُدھر راہ فرار لومڑیوں کی طرح نہ نکالو۔“ اس لیے علما نے فرمایا کہ استقامت تو ایک لفظ مختصر ہے مگر تمام شرائع اسلامیہ کو جامع ہے جس میں تمام احکامِ الٰہیہ پر عمل اور تمام محرمات و مکروہات سے اجتناب دائمی طور پر شامل ہے۔

تفسیر کشاف میں ہے کہ انسان کا ربنا کہنا جبھی صحیح ہوسکتا ہے جب کہ وہ دل سے یقین کرے کہ میں ہر حال اور ہر قدم میں اللہ تعالیٰ کی زیر تربیت ہوں۔ مجھے ایک سانس بھی اس کی رحمت کے بغیر نہیں آ سکتا اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان طریق عبادت پر ایسا مضبوط و مستقیم رہے کہ اس کا قلب اور قالب دونوں اس کی عبودیت سے سرمو انحراف نہ کریں۔ حضرت علی اور ابن عباس ؓ نے استقامت کی تعریف ادائے فرائض سے فرمائی۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں جن نیک اعمال کی توفیق مرحمت فرمائی تھی، ان پر ہمیں رمضان کے بعد بھی جمے رہنے کی حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے۔

رمضانی مسلمان

رمضان المبارک میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں کی ایک خوش گوار فضا قائم تھی، اب وہ مبارک و مسعود زمانہ گزر گیا لیکن یہ اس کی ناقدری ہوگی کہ عید کی خوش خبری ملتے ہی رمضان المبارک کے درس کو بھلا دیا جائے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ ہمارے لیے خوشی نہیں بلکہ ڈرنے کا مقام ہے۔ جس میں نمازوں کی پابندی ختم اور قرآن مجید سے دوری پیدا ہو جائے اور ذکر و اذکار سے غفلت ہو۔ رمضان المبارک کے گزرتے ہی عبادتوں سے دور اور گناہوں پر دلیر ہو جانا گویا اس بات کی علامت ہے کہ ہم رمضان کی برکات سے کچھ حاصل نہیں کر پائے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو مسلمان رمضان المبارک کی سنت و نفل نماز تراویح میں ایک ڈیڑھ گھنٹے کھڑے رہتے تھے، وہ رمضان کے گزر جانے پر فرض نمازوں کے لیے دن رات میں کل ملا کر ایک ڈیڑھ گھنٹہ نہیں نکال پاتے۔ ہمارے اس رویے کی وجہ سے اگر کوئی ان معمولات کو موسمی بخار یا ہمیں رمضانی مسلمان سے تعبیر کرے تو اس سے بڑی بدقسمتی و محرومی اور کیا ہوگی؟

مزید چاک و چوبند رہنے کی ضرورت

رمضان المبارک تو ہماری زندگیوں میں خوش گوار تبدیلیاں لانے کے لیے آیا تھا، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مخصوص انتظامات فرمائے تھے اور اپنے بندوں کو نیکیوں پر کاربند کرنے کے لیے سرکش شیاطین کو بھی بیڑیوں میں جکڑ دیا تھا، اب وہ آزاد ہوا ہے تو ہمیں اس سے مزید چاک و چوبند رہنے کی ضرورت ہے نہ کہ پرانی یاری نبھانے کی۔

نیکیوں پر مداومت کی فضیلت

نیکیوں پر مداومت و ہمیشگی ہی صالحین کا طریقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔ جب حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی ؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ایسا کام بتائیں جسے میں مضبوطی سے تھامے رکھوں، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کہو میرا رب اللہ ہے، پھر اس بات پر ثابت قدم رہو۔ نیز خود آپ ﷺ کا مبارک طریقہ نیکیوں کے اہتمام کا تھا، جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ روایت کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب کوئی کام کرتے تو اس پر ہمیشہ قائم رہتے۔ (مسلم) ایک حدیث میں وارد ہوا ہے: پسندیدہ اعمال میں اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر مداومت کی جائے، خواہ مقدار میں وہ تھوڑا ہو۔ (مسلم) ایک روایت میں ہے: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین وعمل وہ ہے جس پر مداومت ہو۔“ (بیہقی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال پر مداومت نصیب فرمائے اور اپنی نافرمانیوں سے بچائے رکھے۔ آمین یارب العالمین!

گناہ پر اصرار

مولانا محمد اسلم شیخوپوری ؒ

انبیاءِ کرام علیہم السلام کے علاوہ ہر انسان سے گناہ ہو سکتا ہے، کوئی انسان ایسا نہیں جو یہ دعویٰ کر سکے کہ مجھ سے کبھی گناہ نہیں ہو سکتا، مسلمان کی شان یہ ہے کہ اگر اس سے کوئی گناہ ہو جائے تو وہ اس پر اصرار نہیں کرتا۔

سورۃ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ والوں کی مختلف صفات بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک صفت یہ ہے کہ ’’اور وہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کا یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اس کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے۔‘‘ (آیت: 135)

دیکھیے! اس آیت کریمہ میں متقیوں کی صفت یہ بیان نہیں فرمائی کہ ان سے کبھی گناہ ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ بیان فرمائی ہے کہ ان سے اگر گناہ ہو جائے تو وہ اسے مسلسل نہیں کئے جاتے بلکہ اللہ کو یاد کرتے اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں، انسان کو ذکر و استغفار کی توفیق تب حاصل ہوتی ہے جب وہ اللہ کی کتاب میں غور و فکر کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے جنت کی جو نعمتیں ذکر فرمائی ہیں اور اطاعت گزاروں کے ساتھ ان کا وعدہ کیا ہے۔

اسی طرح دوزخ کے مختلف عذابوں کا ذکر ہے اور نافرمانی کرنے والوں کو ان سے ڈرایا گیا ہے، جب انسان انہیں یاد کرتا رہتا ہے تو اس کے دل میں خوف اور امید کا جذبہ قوی ہو جاتا ہے، ایسے انسان سے اگر بتقاضائے بشریت کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو وہ بے چین ہو جاتا ہے، اسے منعمِ حقیقی کے انعامات یاد آتے ہیں اور جب تک وہ توبہ نہ کر لے اس کے ضمیر میں ایک خلش اور کسک سی محسوس ہوتی ہے جیسا کہ حضرت سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ’’توبہ کرنے والے کی علامت یہ ہے کہ گناہ کی وجہ سے اسے کھانا پینا بھی اچھا نہیں لگتا۔‘‘ (قرطبی: 136,4) اسے تو بس یہ فکر لگی ہوتی ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو میں گناہ سے پاک ہو جاؤں، ایسا نہ ہو کہ گناہ کی نجاست میں آلودہ ہونے کی حالت میں مجھے موت آ جائے کیونکہ موت کا متعین وقت کسی کو معلوم نہیں وہ تو کسی وقت بھی آ سکتی ہے، نہ معلوم توبہ کی مہلت مل سکے یا نہیں۔‘‘

جو لوگ زندگی کی شدید محبت اپنے دلوں میں پال لیتے ہیں اور موت کو اس لیے یاد نہیں کرتے تا کہ ان کا لطف اور عیاشی بے مزہ نہ ہو جائے، مگر یہ تو کافر کا اندازِ فکر ہوتا ہے، مسلمان کی سوچ ایسی نہیں ہوتی۔ اسے ہر وقت موت کی آہٹیں سنائی دیتی ہیں، اس لیے وہ گناہ پر اصرار کی بجائے فوراً استغفار کر لیتا ہے۔

سورۃ واقعہ میں گناہوں پر اصرار اور مرنے کے بعد والی زندگی کا انکار کافروں کی صفت بتایا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے: ’’اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں، ہاتھ والے گرم ہوا اور گرم پانی میں ہوں گے اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں جو نہ ٹھنڈا ہے نہ فرحت بخش، بے شک یہ لوگ اس سے پہلے بہت نازوں میں پلے ہوئے تھے اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر دوبارہ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے۔‘‘ (الواقعہ: 41 تا 47)

قرآن کریم کے علاوہ احادیث میں بھی گناہ پر اصرار کی مذمت اور استغفار کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: ’’لوگو! رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا، معاف کیا کرو اللہ تمہیں معاف کر دے گا، ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو سنتے تو ہیں مگر نہ تو یاد رکھتے ہیں نہ ہی عمل کرتے ہیں، ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھنے کے باوجود گناہ پر اصرار کرتے ہیں۔‘‘ (مسند احمد)

علماء اور صوفیاء نے گناہ پر اصرار کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، اس میں سے چند منتخب اقوال یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’مختلف اسباب کی وجہ سے صغیرہ گناہ، کبیرہ بن جاتا ہے، ان میں سے ایک سبب اصرار اور مداومت بھی ہے۔ پانی کے چند قطرے جب پتھر پر مسلسل گرتے رہیں تو اس میں نشان پڑ جاتا ہے، یونہی چھوٹے چھوٹے گناہ جب بار بار کئے جاتے ہیں تو ان کی وجہ سے دل ضرور تاریک ہو جاتے ہے۔‘‘ (احیاء العلوم: 32/4)

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’جس سے درگزر کیا جا رہا ہے اسے دھوکے کا شکار نہیں ہونا چاہیے کیونکہ کبھی سزا میں تاخیر بھی ہو جاتی ہے، گناہوں میں سے بدترین گناہ جس کے لیے بڑی سزا تیار کی گئی ہے وہ گناہ پر اصرار کرنا ہے۔‘‘

یہ بھی آپ ہی کا قول ہے:

’’بسا اوقات جب گناہوں میں مبتلا شخص اپنے بدن اور مال کی سلامتی دیکھتا ہے تو گمان کر بیٹھتا ہے کہ مجھے کوئی سزا نہیں ملے گی حالانکہ مستقبل میں ملنے والی سزا سے اس کی غفلت بھی ایک سزا ہی ہے۔‘‘ (صید الخاطر: 17)

’’بسا اوقات جو سزا اسے جلد دے دی جاتی ہے وہ معنوی ہوتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کے ایک عالم سے منقول ہے کہ اس نے کہا یا رب! میں نے کتنی ہی بار تیری نافرمانی کی مگر تو نے مجھے سزا نہ دی تو اسے جواب دیا گیا کہ (اے ناداں!) میں تجھے کتنی بڑی سزا دے چکا ہوں مگر تجھے خبر ہی نہ ہوئی، کیا ایسا نہیں کہ میں نے تجھے اپنی مناجات کی حلاوت سے محروم کر دیا۔‘‘

’’سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ جسے سزا دی جائے اسے سزا کا احساس نہ ہو اور اس سے بھی زیادہ خطرناک چیز یہ ہے کہ وہ سزا کو قابلِ مسرت چیز سمجھے، مثال کے طور پر مالِ حرام کا حاصل ہونا، گناہوں پر قدرت ہونا اور نیکی کی توفیق سلب ہو جانا یہ سب سزائیں ہی تو ہیں مگر وہ بے وقوف ان پر خوش ہوتا ہے۔‘‘ (صید الخاطر: 16)

☆ گناہوں پر اصرار بندے اور اللہ کے درمیان وحشت کا سبب بنتا ہے۔

☆ اللہ اور مقرب فرشتے مصر (اصرار کرنے والے) پر لعنت بھیجتے ہیں۔

☆ ایسے شخص پر شیاطین مسلط ہو جاتے ہیں۔

☆ اس کے لیے اطاعات مشکل ہو جاتی ہیں اور وہ دعا سے غافل ہو جاتا ہے۔

☆ وہ ہمیشہ دل کا انقباض، نفس کی خباثت اور سینے کی تنگی محسوس کرتا ہے۔

☆ اس کی نظر میں دنیا بڑی چیز بن جاتی ہے، چنانچہ وہ اس کا غلام بن جاتا ہے۔

☆ اس کی عقل خفیف اور اس کے ایمان میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔

☆ جب وہ مرتا ہے تو عذاب کے فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔

☆ جب وہ قیامت کے دن حساب سے فارغ ہوگا تو اسے بائیں ہاتھ والوں میں شامل کر دیا جائے گا۔

☆ وہ انسانوں کی نظر میں بھی ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے۔

(نظرۃ النعیم: 3904/9)

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

کُلیۃ القرآن (قرآن کالج) شرق پور کیمپس

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

”تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھیں اور دوسروں کو قرآن سکھائیں۔“ (حدیث نبوی ﷺ)

درسِ نظامی (درجہ اولیٰ تا دورہ حدیث) مع میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے

داخلے شروع

عمر: 10 سے 16 سال تک

اہلیت: مڈل پاس طلبہ

قرآن کریم حفظ و ناظرہ کے ساتھ تمام عصری مضامین کی تعلیم

خصوصیات

- ذہین طلبہ کے لیے وظائف
- ابتدائی کم فیس
- ہاسٹل کی محدود سہولت موجود
- دینی ماحول میں اعلیٰ تعلیمی معیار
- تجربہ کار اور مخلص اساتذہ
- حفاظ کے لیے فری ایجوکیشن پیکج

پہلے آیئے پہلے پایئے

پتہ: 191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

برائے معلومات:
دفتری اوقات کے دوران 042-35833637
دفتری اوقات کے بعد 0302-4471171

المعلن: حافظ عاطف وحید، مہتمم / رئیس اسماعیل، پرنسپل

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد و قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ
”مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب“ یعنی
”قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس“ سے استفادہ کیجئے
یہ کورس (جو ایک عرصے سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے)
شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز،
قرآن اکیڈمی، 36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: (92-42)35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

گوشہ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

(4) پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

”لغت عرب میں ربا کا معنی زیادتی ہے۔ اصطلاح میں اس مقررہ زیادتی کو ربا کہا جاتا تھا جو کسی رقم کی ادائیگی میں دیر کرنے پر ادا کی جاتی تھی۔ اس کی مروجہ شکلیں یہ تھیں کہ کسی نے کوئی چیز خریدی اگر وہ قیمت نقد ادا نہ کر سکتا تو ایک میعاد مقرر کی جاتی اور اگر وہ اس میعاد پر بھی قیمت ادا نہ کر سکتا تو میعاد بھی لمبی کر دی جاتی اور قیمت میں بھی اضافہ کر دیا جاتا۔ مثلاً دس روپے کی کوئی چیز لی اور ایک ماہ کے بعد قیمت ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ مہینہ گزرنے کے بعد اگر اسے دس روپے میسر نہ آئے تو وہ ایک مہینہ کی مہلت مزید طلب کرتا اور دس کی بجائے بارہ روپے ادا کرنے کا اقرار کرتا۔ ایک شکل یہ بھی تھی کہ کسی سے سو روپیہ مثلاً قرض لیا اور طے یہ پایا کہ مقروض ہر سال سو کے ساتھ دس روپے زائد ادا کرے گا۔ ان دونوں شکلوں کو اُس وقت ربا کہا جاتا۔“ (ضیاء القرآن: ج ۱، ص ۱۹۳)

(5) مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ رقم طراز ہیں:

”اصطلاحاً اہلِ عرب اس لفظ ”ربوٰا“ کو اس زائد رقم کے لیے استعمال کرتے تھے جو ایک قرض خواہ اپنے قرض دار سے ایک طے شدہ شرح کے مطابق اصل کے علاوہ وصول کرتا ہے۔ اسی کو ہماری زبان میں سود کہتے ہیں۔“ (تفہیم القرآن: ج ۱، ص ۲۱۰)

بحوالہ: ”انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال“ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 727 دن گزر چکے!

جنت کے خریدار

کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ابدی جنت کے خریدار ہوں لیکن آپ کو کوئی مشقت نہ اُٹھانی پڑے، کوئی مشکل پیش نہ آئے، کوئی محنت اور ایثار نہ کرنا پڑے، کوئی قربانی نہ دینی پڑے اور کوئی نقصان نہ جھیلنا پڑے؟

قرآن کی دعوت

قرآن سیکھو اور سکھاؤ، اسے پڑھو اور پڑھاؤ۔ یہ ضروری نہیں کہ فارغ التحصیل ہونے تک انتظار کرو بلکہ تم نے ایک آیت بھی سمجھ لی ہے تو اس کو پھیلانا شروع کر دو۔ (تنظیم اسلامی کی دعوت)

strong. They offer their salat on the ruins outside bombed out mosques. It is the month of Ramadan and most Muslims around the world break their fast in the evening consuming large amounts of food. The people of Gaza only have contaminated water to drink and boiled grass to eat. Such immense suffering would break the spirit of the hardiest of souls, not the people of Gaza. They remain steadfast, with their tawakkul (trust) in Allah, stronger than ever. Heart-breaking interviews with young children on social media have emerged that reflect their strength and resilience.

One child, perhaps 8 or 9 years old, who had lost his entire family to Israeli bombings, was asked: who would look after him now? He pointed to the sky and said: "Allah. If we have Allah with us, we do not need anyone else!" A Palestinian mother with her young children said there were 20 of her family in a tiny house. That was not her house which was destroyed in Israeli bombing. They were out of the house at the time. She said, "If we die, we will all die together. We are not afraid of death. That is what gives us strength."

In the zionist onslaught on Gaza, children have been the most severely affected. Their casualty rate is the highest both in deaths and injuries. More children have died in Gaza since the zionist onslaught than were killed globally in wars in 2022, according to a report prepared by the UK-based Palestine Return Center.

The number of children who have starved to death is also very high. Add to that the number of children who have suffered psychological trauma, and one begins to get a picture of the scale of zionist cruelty. Yet the Palestinians remain steadfast.

How many examples of such conviction can be found elsewhere in the Muslim world?

This is the test of Imaan of every Muslim today. The Palestinians have shown the way. It is now up to the rest of us to live up to this responsibility.

<u>**Adapted from**</u>: ***https://crescent.icit-digital.org/articles/what-inspires-gaza-s-resistance***

رفقاء متوجه ہوں ان شاء اللہ

حلقہ اسلام آباد اور حلقہ آزاد کشمیر کے تحت

''مسجد جامع القرآن کمپلیکس، پیپونٹ تز ڈیلور، اسلام آباد'' میں

05 تا 11 مئی 2024ء

(بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نمازِ ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

10 تا 12 مئی 2024ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع (حلقہ اسلام آباد)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے

گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سماجی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-2751014 / 051-4866055
0334-5309613

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

What Inspires Gaza's Resistance

For six months, the zionist war-machine has been bombing the 2.3 million Palestinians trapped in the tiny Gaza Strip. It has rightly been described as a concentration camp. The zionists have used planes, drones, missiles, heavy artillery, tanks and machine guns to kill and maim Palestinians. Most of these weapons are supplied by the US. Washington also underwrites Israel's expenses and protects its illegitimate ward diplomatically.

Israel's ongoing genocide has claimed more than 32,000 lives, nearly 100,000 injured and virtually the entire population displaced because their houses have been destroyed. Hospitals, clinics, schools, bakeries, dispensaries, warehouses and even cemeteries have been bombed and destroyed. Under zionist siege for decades, the Palestinians cannot get even desperately-needed medicines to treat the injured. There is no anaesthesia in hospitals to stitch the wounds of injured people whether adults or young children.

Imagine surgeons amputating children's limbs without anaesthesia. To date, more than 1000 children have undergone such amputations. In some instances, children have died due to the unbearable pain. UNICEF reported last month that at least 23 children have died of starvation. It pointed out this may be the tip of the iceberg! The "painful and slow death" of 23 children in the north of Gaza due to malnutrition and dehydration "would be the tip of the iceberg" as only those who reached hospitals are recorded, UNICEF's deputy executive director Ted Chaiban warned on March 18. He made the remarks during a panel on the humanitarian situation in Gaza at the two-day European Humanitarian Forum 2024 in Brussels, as reported by the Turkish news agency, Anadolu.

Imagine mothers seeing their children starving to death before their eyes. Parents, especially mothers would sacrifice their lives to save their children. Yet in Gaza, they helplessly watch as their children die before their eyes and they can do nothing to help. Food scarcity is so acute that most people are forced to eat grass after boiling it. The zionist war criminals and their western supporters have weaponized food in order to force the people to either surrender or flee the tiny enclave. The people of Gaza refuse to do either.

Amid all the horrific carnage, death and destruction, the Palestinians of Gaza continue to resist and remain steadfast. What gives them such strength and courage to stand up to the biggest military machine in the region? The steadfast resistance in Gaza has inspired people worldwide—and not just Muslims—to express solidarity with the Palestinians. There has been great interest in Islam and the Holy Qur'an with millions turning to obtain copies to understand what motivates the Palestinians. The number of western celebrities, most of them women, who have embraced Islam is phenomenal.

We must, however, return to the original question: what motivates the people of Gaza? In one word: Imaan (faith-commitment). This needs elaboration. Despite the mass starvation imposed by the zionist entity on Gaza's 2.3 million people, they have not been cowed down. The zionists want to starve them into submission.

The Palestinians' faith in Allah remains very

Vol: 33 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.16

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore